ماہنامہ

# احمدیہ گزٹ کینیڈا

جون 2020ء

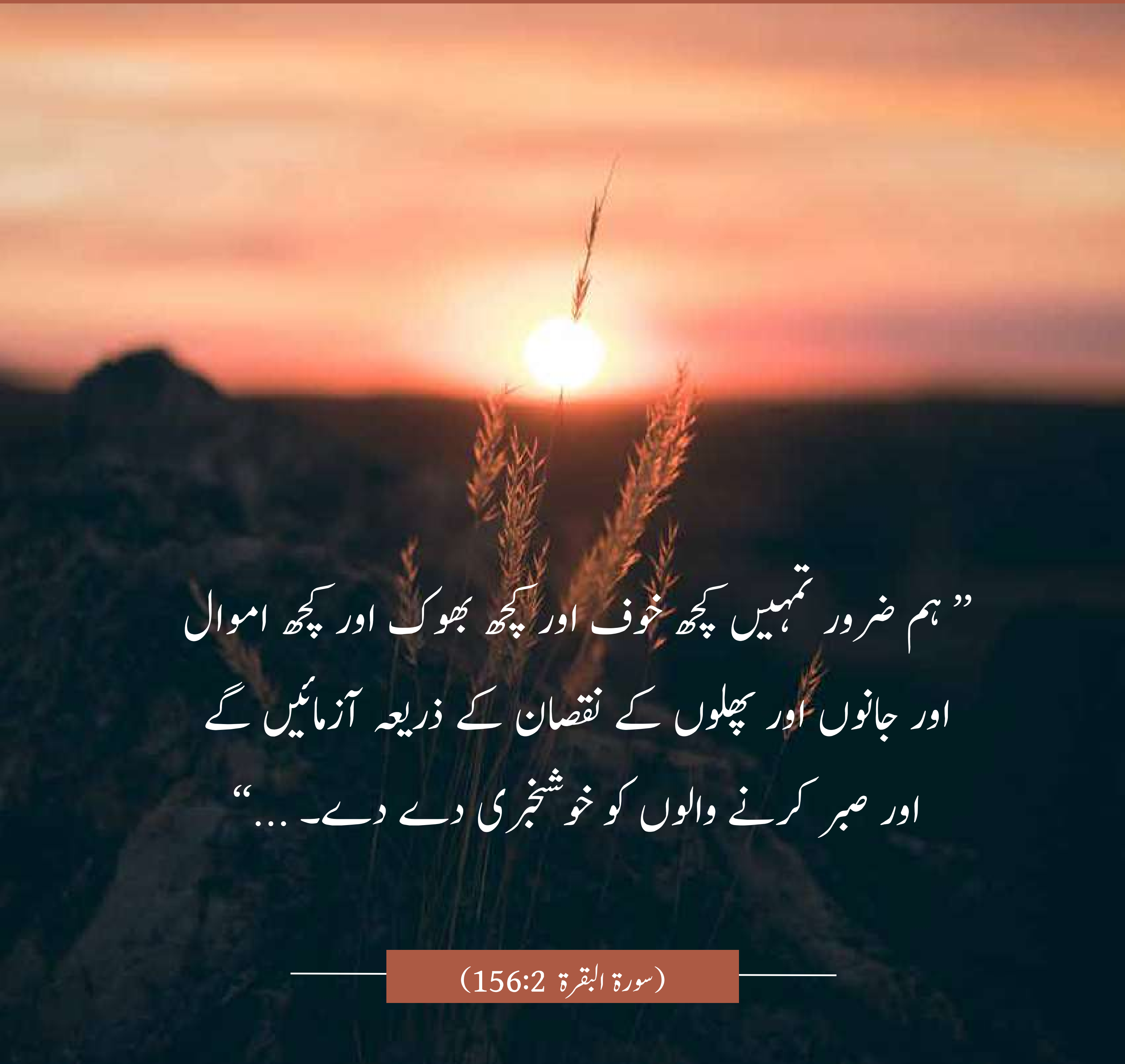

”ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال
اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے
اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ ...“

(سورۃ البقرۃ 156:2)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2 اکتوبر 2015ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۙ﴿۱۵۶﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ (سورۃ البقرۃ 2 :156-157) ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ ان لوگوں کو جن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لَوٹ کر جانے والے ہیں۔ . . .

ان آیات میں مومنوں کی ان خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے جو وہ مشکلات اور مصائب یا کسی بھی قسم کے نقصان کے ہونے پر دکھاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک حقیقی مومن کا اسی وقت پتا چلتا ہے جب وہ ان خصوصیات کا حامل بنے۔ مومنین کو کبھی تو ذاتی طور پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی جماعتی طور پر نقصان ہوتا ہے لیکن حقیقی مومن ہر طرح کے نقصان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے کامیاب ہو کر نکلتا ہے اور اسے نکلنا چاہئے۔ اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف تحریرات اور ارشادات میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔“

(خطبہ جمعہ، بیان فرمودہ 2 اکتوبر 2015ء)

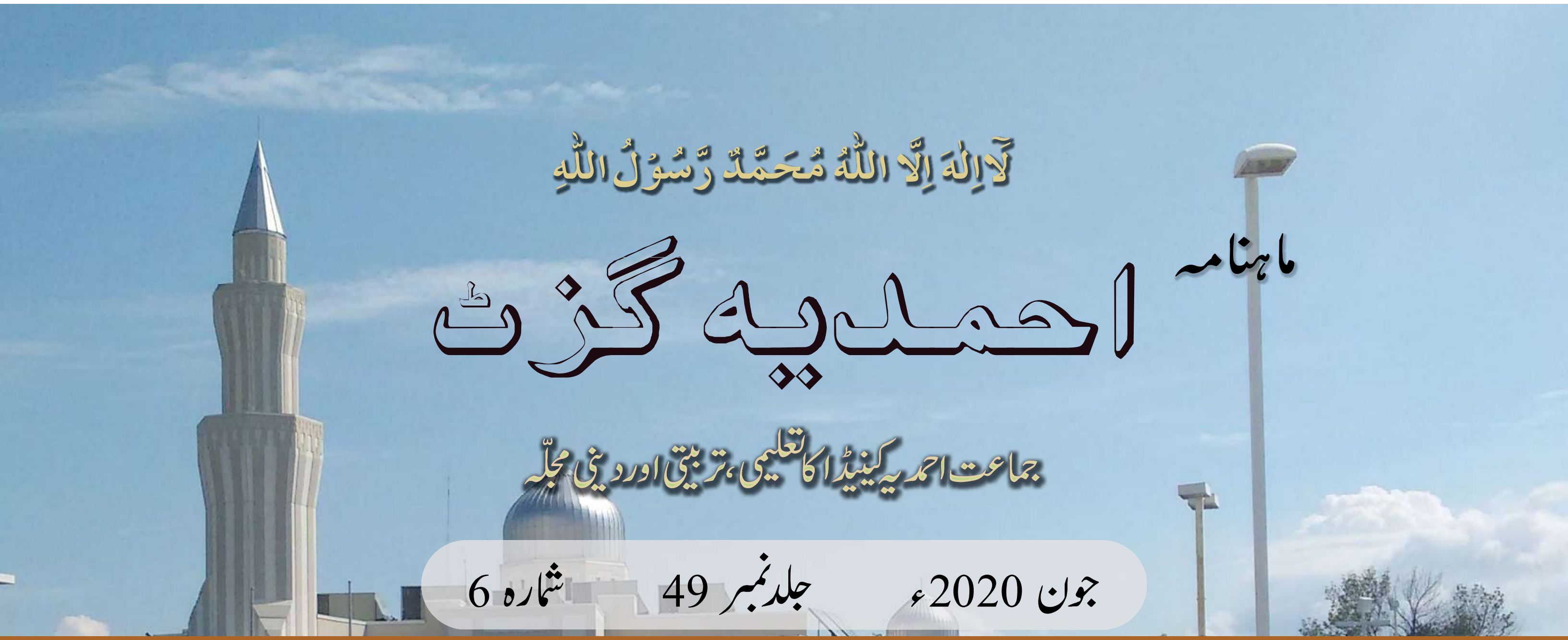


لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ماہنامہ

# احمدیہ گزٹ

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جون 2020ء　جلد نمبر 49　شمارہ 6


## فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| ☆ قرآن مجید | 2 |
| ☆ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | 2 |
| ☆ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام | 3 |
| ☆ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات | 4 |
| ☆ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا ضروری ہے ؟ | 13 |
| ☆ وبائی امراض کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط حضرت خلیفہ نور دین جمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام | 16 |
| ☆ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے　از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا | 17 |
| ☆ COVID - 19 کی عالمی وبا　از مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب | 18 |
| ☆ احادیث نبویہؐ میں خوراک کے ضیاع کے بارہ میں ہدایات　از مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب | 19 |
| ☆ قرنطینہ اور چند سبق　از مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؒ　خالد احمدیت | 22 |
| ☆ وباؤں میں احتیاطی تدابیر از روئے اسلام　از مکرم حافظ مظفر احمد صاحب | 23 |
| ☆ نماز کا پہلا مرتبہ خشوع خضوع ہے　از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا | 26 |
| ☆ صدقہ کی اہمیت و برکات　از مکرم منصور احمد خاں صاحب | 27 |
| ☆ حقوق العباد کا ایک پہلو: ہیومینیٹی فرسٹ　از مکرم عارف داؤد صاحب | 31 |
| ☆ لاک ڈاؤن (Lockdown) اور ایک احمدی کا عہدِ وفا　از محترمہ سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ | 34 |
| ☆ مسجد بیت الاسلام میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بابرکت انعقاد | 36 |
| ☆ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات | 39 |



**نگران**

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

**مدیرِ اعلیٰ**

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

**مدیران**

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

**معاون مدیران**

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

**نمائندہ خصوصی**

محمد اکرم یوسف

**معاونین**

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

**تزئین و زیبائش**

شفیق اللہ

**مینیجر**

مبشر احمد خالدؔ

**رابطہ**

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o
اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o

(سورۃ البقرۃ2:156-158)

اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیدے۔
ان لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ عَفَّانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ

( سنن ابوداؤد. باب آداب و اخلاق :5088۔جامع ترمذی 3966 ۔ المعجم الاوسط للطبرانی :523 )

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات ’’اللہ کے نام سے (اس کی پناہ میں آتا ہوں) جس کے نام سے زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی نقصان نہیں دیتی، اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔‘‘ شام کو کہے تو اسے صبح تک کوئی اچانک تکلیف نہیں پہنچے گی اور جو یہ کلمات تین مرتبہ صبح کے وقت کہے تو شام تک اسے اچانک پہنچنے والی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

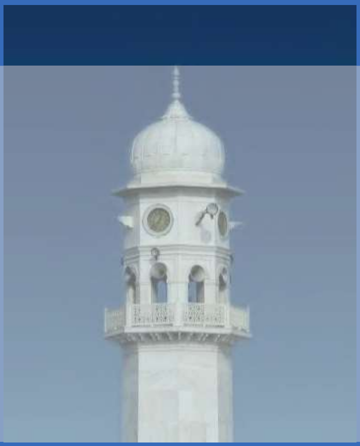

# ابتلا ضرور آتے ہیں

یاد رکھو کہ خدا کے فضل کے حاصل کرنے کے دو راہ ہیں۔ ایک تو زُہد اور نفس کشی اور مجاہدات کا ہے اور دوسرا قضاوقدر کا۔ لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ کیوں کہ اس میں انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے۔ عام طبائع بہت کم اس پر قادر ہوتی ہیں۔ کہ وہ دیدہ دانستہ تکلیف جھیلیں۔ لیکن قضاوقدر کی طرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آ کر پڑتے ہیں وہ ناگہانی ہوتے ہیں اور جب آ پڑتے ہیں تو قہر درویش برجان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے جو اس کے تزکیہ نفس کا باعث ہو جاتا ہے جیسے شہداء کو دیکھو کہ جنگ کے بیچ میں لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہیں تو خدا کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہیں۔ یہ درجات قُربِ ان کو قضاوقدر سے ہی ملتے ہیں ورنہ اگر تنہائی میں اُن کو اپنی گردنیں کاٹنی پڑیں تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلیں جو شہید ہوں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ غرباء کو بشارت دیتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o (سورة البقرة 2:156-157) اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ قضاوقدر کی طرف سے ان کو ہر قسم کے نقصان پہنچتے ہیں۔ اور پھر وہ جو صبر کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی عنایتیں اور رحمتیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔ کیوں کہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے۔ لیکن امراء کو یہ کہاں نصیب۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم، سورۃ البقرۃ، صفحہ 276-277)

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے
# ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

## خلاصہ خطبہ جمعہ 3 اپریل 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3 اپریل 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج کل کے حالات کے مطابق اور جو قانون یہاں کی حکومت نے بنایا ہے اس کے مطابق باقاعدہ لوگ، سننے والے سامنے بیٹھے ہوں، تو خطبہ نہیں دیا جا سکتا۔ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے جتنی اجازت ہے، اس کے مطابق آج انتظام ہے۔ کیونکہ دنیا میں سننے والے ہزاروں، لاکھوں ہیں، چاہے مسجد میں اس وقت میرے سامنے ہوں یا نہ ہوں۔ یہ وحدت قائم رکھنے کی ہمیشہ ہمیں کوشش اور دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حالات بھی بہتر کرے، اس وباء کو بھی دُور کرے اور پھر دوبارہ مسجد کی رونقیں اسی طرح واپس بھی آجائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں خطبہ کا جو موضوع ہے اس کو شروع کرتا ہوں۔ گزشتہ دو جمعے پہلے کے خطبہ میں حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ جنگِ جمل کے بارہ میں اٹھنے والے بعض سوالات ہیں، جن کا کچھ حد تک جواب دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے قبل خلافت کی بابت ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب تھا تو لوگوں نے کہا امیر المومنین! وصیت کر دیں، کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ انہوں نے فرمایا: میں چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو اس خلافت کا حقدار نہیں پاتا، کہ رسول اللہ ﷺ ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ آپؐ اُن سے راضی تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا۔ فرمایا: میں اس خلیفہ کو جو میرے بعد ہوگا مہاجرین کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ اُن کے حقوق اُن کے لئے ادا کریں اور اُن کی عزت کا خیال رکھیں۔ اور انصار کے متعلق بھی عمدہ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ انہوں نے مہاجرین سے پہلے اپنے گھروں میں ایمان کو جگہ دی۔ جو اُن میں سے کام کرنے والا ہو، اُسے قبول کیا جائے اور سارے شہر کے باشندوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کی اُس کو وصیت کرتا ہوں اور میں اُس کو بدوی عربوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور میں اُس کو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ذمہ کرتا ہوں۔ جب آپؓ فوت ہوگئے، تدفین سے فراغت ہوئی تو وہ آدمی جمع ہوئے جن کا نام حضرت عمرؓ نے لیا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا: میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کہا: آپ دونوں میں جو بھی اس امر سے دستبردار ہوگا ہم اسی کے حوالہ اس معاملے کو کر دیں گے اور اللہ اور اسلام اس کا نگران ہو، ان میں اسی کو تجویز کرے گا جو اس کے یعنی اللہ کے نزدیک افضل ہے۔ اس بات نے دونوں بزرگوں کو خاموش کر دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا: کیا آپ اس معاملہ کو میرے سپرد کرتے ہیں؟ اور اللہ میرا نگران ہے کہ جو آپ میں سے افضل ہے اس کو تجویز کرنے کے متعلق کوئی بھی کمی نہیں کروں گا۔ ان دونوں نے کہا اچھا۔ پھر عبدالرحمٰنؓ ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئے اور کہنے لگے آپؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ کا تعلق ہے، بتائیں اگر میں آپ کو امیر بناؤں تو کیا آپ ضرور انصاف کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو امیر بناؤں تو آپ اس کی بات سنیں گے اور ان کا حکم مانیں گے۔ پھر عبدالرحمٰنؓ دوسرے کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی ویسے ہی کہا۔ جب انہوں نے پختہ عہد لے لیا تو کہنے لگے عثمان! آپ اپنا ہاتھ اٹھائیں اور انہوں نے ان سے بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی اور گھر والے اندر آ گئے اور انہوں نے بھی ان سے بیعت کی۔ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتخاب خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس واقعہ کا یوں ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے محسوس کیا کہ اب آپؓ کا آخری وقت قریب ہے تو آپؓ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی آپ نے اس مشورہ میں شامل کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا۔ اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں اور تین دن کے لئے حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی حضرت مقداد بن اسودؓ کے سپرد کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے ایک فیصلہ کرنے پر مجبور کریں اور خود تلوار لے کر دروازے پر پہرہ دیتے رہیں اور فرمایا: جس پر کثرت رائے سے اتفاق ہو، سب لوگ اس کی بیعت کریں۔ لیکن اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمرؓ ان میں سے جس کو تجویز کریں وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلے پر وہ راضی نہ ہوں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں وہ خلیفہ ہو۔ آخر پانچوں اصحاب نے مشورہ کیا۔ کیونکہ حضرت طلحہؓ اس وقت مدینہ میں تھے۔ بہت لمبی بحث کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اچھا جو شخص اپنا نام واپس لینا چاہتا ہے وہ بولے۔ جب سب خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ پھر عثمانؓ نے کہا، پھر باقی دو نے۔ حضرت علیؓ خاموش رہے۔ آخر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے عہد لیا کہ وہ فیصلہ کرنے میں کوئی رعایت نہیں کریں گے۔ انہوں نے

عہد کیا اور سب کام حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد ہو گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ تین دن مدینہ کے گھر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں سے پوچھا کہ ان کی رائے کس شخص کی خلافت کے حق میں ہے۔سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔

حضورانور نے فرمایا: فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت طلحہؓ، حضرت عمرؓ کی وصیت کے وقت حاضر نہ تھے۔ایک روایت کے مطابق جسے زیادہ درست قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کے بعد حاضر ہوئے۔بہرحال حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور پھر یہ نظام معمول پر آنے لگا۔

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو تمام لوگ حضرت علیؓ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جن میں صحابہؓ اور تابعین بھی شامل تھے۔وہ سب یہی کہہ رہے تھے کہ علیؓ امیر المومنین ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آپؓ کے گھر حاضر ہو گئے۔پھر انہوں نے کہا کہ ہم آپؓ کی بیعت کرتے ہیں۔پس آپؓ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔کیونکہ آپؓ اس کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ تمہارا کام نہیں ہے بلکہ یہ اصحاب بدر کا کام ہے۔جس کے بارہ میں اصحاب بدر راضی ہوں وہ خلیفہ ہو گا۔ پس وہ سب اصحاب بدر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔پھر انہوں نے عرض کی کہ ہم کسی کو آپؓ سے زیادہ اس کا حقدار نہیں سمجھتے۔

پس اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپؓ کی بیعت کریں۔آپؓ نے فرمایا: طلحہؓ اور زبیرؓ کہاں ہیں۔سب سے پہلے آپؓ کی زبانی بیعت حضرت طلحہؓ نے کی اور دستی بیعت حضرت سعدؓ نے کی۔جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو مسجد گئے اور منبر پر چڑھے۔سب سے پہلا شخص جو آپؓ کے پاس اوپر آیا اور انہوں نے بیعت کی وہ حضرت طلحہؓ تھے۔اس کے بعد حضرت زبیرؓ اور باقی اصحابؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کی۔طلحہؓ اور زبیرؓ عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں جن کی بابت آنحضرت ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہوئی۔

حضورانور نے فرمایا: جنگِ جمل اور حضرت طلحہؓ کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ انبیاء جب دنیا میں آتے ہیں تو اُن کے ابتدائی ایام میں جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہی بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت سعدؓ وہ لوگ تھے جو بڑے سمجھے جاتے تھے۔اُن کے بڑے سمجھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ دین کی خاطر انہوں نے دوسروں سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی تھیں۔حضرت طلحہ ؓ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی زندہ رہے اور جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا اور ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مارنے والوں سے ہمیں بدلہ لینا چاہئے تو اس گروہ کے لیڈر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھے۔لیکن دوسرے گروہ نے کہا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ چکا ہے، آدمی مراہی کرتے ہیں۔سرِ دست ہمیں تمام مسلمانوں کو اکٹھا کرنا چاہئے تا کہ اسلام کی شوکت اور اس کی عظمت قائم ہو۔بعد میں ہم ان لوگوں سے بدلے لے لیں گے۔ اس گروہ کے لیڈر حضرت علیؓ تھے۔یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے الزام لگایا کہ علیؓ ان لوگوں کو پناہ دینا چاہتے ہیں جنھوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے اور حضرت علیؓ نے الزام لگایا کہ ان لوگوں کو اپنی ذاتی غرضیں زیادہ مقدم ہیں اسلام کا فائدہ ان کو مدنظر نہیں۔گویا اختلاف اپنی انتہائی صورت تک پہنچ گیا اور پھر آپس میں جنگ بھی شروع ہوئی ایسی جنگ جس میں حضرت عائشہؓ نے لشکر کی کمان کی۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی اس لڑائی میں شامل تھے۔

پھر حضرت زبیرؓ تو حضرت علیؓ کی بات سن کر علیحدہ ہو گئے تھے اور دوسرے بھی صلح کرنا چاہتے تھے۔لیکن پھر منافقین جو تھے یا فتنہ پرداز جو تھے انہوں نے فتنہ ڈالا۔لیکن بہرحال دو گروہ تھے جو لڑائی میں شامل تھے اور دونوں فریق میں جنگ جاری تھی تو ایک صحابی حضرت طلحہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا طلحہ! تمہیں یاد ہے کہ فلاں موقع پر میں اور تم رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا طلحہ! ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اور لشکر میں ہو گے اور علی اور لشکر میں ہو گا اور علی حق پر ہو گا اور تم غلطی پر ہو گے۔حضرت طلحہؓ نے یہ سنا تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے کہا ہاں مجھے یہ بات یاد آ گئی ہے اور پھر اسی وقت لشکر سے نکل کر چلے گئے۔جب وہ لڑائی چھوڑ کر جا رہے تھے تا کہ رسول کریم ﷺ کی بات پوری کی جائے تو ایک بد بخت انسان جو حضرت علیؓ کے لشکر کا سپاہی تھا، اُس نے پیچھے سے جا کر آپؓ کو خنجر مار کر شہید کر دیا۔حضرت علیؓ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔وہ جو حضرت طلحہؓ کا قاتل تھا وہ اس خیال سے کہ مجھے بہت بڑا انعام ملے گا دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! حضرت علیؓ کو کہا۔آپؓ کو آپؓ کے دشمن کے مارے جانے کی خبر دیتا ہوں۔حضرت علیؓ نے کہا کون دشمن؟ اُس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے طلحہؓ کو مار دیا ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا: اے شخص میں بھی تجھے رسول کریم ﷺ کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔کیونکہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا تھا جب کہ طلحہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا کہ اے طلحہ! تو ایک دفعہ حق و انصاف کی خاطر ذلت برداشت کرے گا۔ اور تجھے ایک شخص مار ڈالے گا۔مگر خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا۔اس لڑائی میں جب حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے لشکر کی صفیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی ہوئیں تو حضرت طلحہؓ اپنی تائید میں دلائل بیان کرنے لگے، یہ اس وقت سے پہلے کی بات ہے جب ایک صحابی نے انہیں حدیث یاد دلائی تھی اور وہ جنگ چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ دلائل بیان کر رہے تھے کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں سے ایک شخص نے کہا: او ٹنڈے چپ کر۔حضرت طلحہؓ کا ایک ہاتھ بالکل شل تھا، وہ کام نہیں کرتا تھا۔جب اس نے کہا او ٹنڈے چپ کر تو حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ تم نے کہا تو یہ ہے کہ ٹنڈے چپ کر! مگر تمہیں پتا بھی ہے کہ میں ٹنڈا کس طرح ہوا ہوں۔احد کی جنگ میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے تو تین ہزار کافروں کے لشکر نے ہمیں گھیرے میں لے لیا اور انہوں نے چاروں طرف سے رسول کریم ﷺ پر تیر برسانے شروع کر دیئے اس خیال سے کہ اگر آپؐ مارے گئے تو تمام کام ختم ہو جائے گا۔اس وقت کفار کے لشکر کے ہر سپاہی کی کمان محمد رسول اللہ ﷺ کے منہ کی طرف تیر پھینکتی تھی۔تب میں نے اپنا ہاتھ رسول کریم ﷺ کے منہ کے آگے کر دیا اور کفار کے لشکر کے سارے تیر میرے اس ہاتھ پر پڑتے رہے یہاں تک کہ میرا ہاتھ بالکل بیکار ہو کر ٹنڈا ہو گیا مگر میں نے رسول کریم ﷺ کے منہ کے آگے سے اپنا ہاتھ نہیں ہٹایا۔

محمد انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ جمل کے روز ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا طلحہؓ کے قاتل کو اندر آنے کی اجازت دیں۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ اس قاتل کو دوزخ کی خبر سنا دو۔حضرت طلحہؓ جب شہید ہوئے اور حضرت علیؓ نے ان کو مقتول دیکھا تو حضرت طلحہؓ کے چہرے پر سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمایا: اے ابو محمد! یہ بات مجھ پر بہت شاق ہے کہ میں تجھ کو آسمان کے تاروں کے نیچے خاک آلودہ دیکھوں۔پھر فرمایا: میں اللہ کے حضور اپنے عیوب اور دکھوں کی فریاد

کرتا ہوں۔ پھر حضرت طلحہؓ کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا کہ کاش میں اِس دن سے بیس سال پہلے مرگیا ہوتا۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی بہت روئے حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

**فتی کان یدنیہ الغنی من صدیہ**

**اذا ما ھو استغنی ویبعدہ الفقر**

وہ ایک ایسا نوجوان تھا جو دولت مندی اور غنی ہونے کی حالت میں دوستوں سے مل جل کے رہتا تھا اور محتاجی کے وقت ان سے کنارہ کشی کرتا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اس شعر کے مصداق تو ابومحمد طلحہ بن عبیداللہ تھے! اللہ اُن پر رحم کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر آج کل کے حالات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ مکانوں کو روشن رکھیں اور آج کل گھروں میں طاعون کے دنوں کی بات ہے گھروں میں خوب صفائی رکھنی چاہئے۔ کپڑوں کو بھی ستھرا رکھنا چاہئے۔ آج کل دن بہت سخت ہیں اور ہوا زہریلی ہے اور صفائی رکھنا سنت ہے۔ پھر ایک موقع پر فرمایا: وہ لوگ جن کے شہروں میں اور دیہات میں طاعون شدت کے ساتھ پھیل گیا ہے، اپنے شہروں سے دوسری جگہ نہ جائیں، اپنے مکانوں کی صفائی کریں اور انہیں گرم رکھیں اور ضروری تدابیر حفظِ ماتقدم کے عمل میں لائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سچی توبہ کریں۔ پاک تبدیلی کر کے خدا تعالیٰ سے صلح کریں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں دعائیں مانگیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ اپنی حالت کی سچی تبدیلی ہی خدا کے اس عذاب سے بچا سکے گی۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ اِن دنوں میں خاص طور پر دعاؤں پر زور دے، حکومت کی ہدایات پر عمل بھی کریں، گھروں کو بھی صاف رکھیں، دھونی بھی دینی چاہئے، ڈیٹول وغیرہ کے سپرے بھی کرتے رہیں، وہ مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر فضل فرمائے اور رحم فرمائے۔ بہرحال خاص طور پر ان دنوں میں دعاؤں پر خاص زور دیں۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ 10 اپریل 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10 اپریل 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج کل کرونا کی وباء کی وجہ سے جو دنیا کے حالات ہیں اس نے اپنوں اور غیروں سب کو پریشان کیا ہوا ہے۔ لوگ اپنے پیاروں کی بیماریوں کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احمدیوں میں سے بھی کچھ کو اس بیماری کا حملہ ہوا ہے۔ بہرحال اس پریشانی نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ ایک مربی صاحب نے مجھے لکھا کہ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو کچھ پتا نہیں لگ رہا کہ کیا ہو رہا ہے؟۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج کل کے زمانے کے حالات کے مطابق کہ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَالَهَا (سورۃ الزلزال 99:4)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فروری 1920ء میں آج سے سو سال پہلے وباؤں، قحط، ابتلاء اور طوفانوں کا ذکر کرتے ہوئے اس آیت کی مختصر وضاحت فرمائی تھی کہ پہلے ایک آدھی وباء یا ابتلا آتے تھے۔ لیکن اب یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں ابتلاؤں کے دروازے کھل گئے ہیں۔ میں بھی گزشتہ کئی سالوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اور جب سے کہ آپؑ نے دنیا کو خاص طور پر آفات اور آسمانی بلاؤں سے ہوشیار کیا ہے، دنیا میں طوفانوں، زلزلوں، وباؤں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اور انسان کو عمومی طور پر یہ وبائیں اور آفات ہوشیار کرنے کے لئے آرہی ہیں کہ تم اپنے پیدا کرنے والے اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرو۔ پس ان حالات میں ہم نے خود بھی اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنا ہے اور دنیا کو بھی ہوشیار کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض بیماریاں اور وبائیں یا طوفان ایسے ہیں کہ جب دنیا میں آئیں تو قدرتی طور پر اس کا اثر ہر ایک پر پڑتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ الٰہی جماعتوں کو ان سے بالکل محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ خدا کی مصلحتوں کے خلاف ہوتا ہے لیکن مومن اِن مشکلات سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے گزر جاتا ہے۔ پس ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت جھکنا چاہئے اور اس کا رحم اور فضل مانگنا چاہئے۔ بعض لوگ تبصرے کر دیتے ہیں کہ یہ نشان کے طور پر وباء ہے اور کوئی ضرورت نہیں احتیاط کی۔

فرمایا: ہمیں نہیں پتا کہ یہ خاص طور پر کوئی نشان ہے یا نہیں۔ عمومی طور پر تو بے شک کہا جا سکتا ہے، لیکن اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے طاعون کے ساتھ ملانا اور پھر اس قسم کی باتیں کرنا کہ نعوذ باللہ جو احمدی اس بیماری میں مبتلا ہیں یا اس سے وفات پا گئے ہیں ان کا ایمان کمزور ہے یا تھا، یہ کسی کو کہنے کا حق نہیں ہے۔ طاعون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک نشان کے طور پر ظاہر ہوا گو کہ آنحضرت ﷺ نے اس بیماری سے فوت ہونے والے کو 'شہید' قرار دیا ہے لیکن بہرحال یہ کیونکہ طاعون کی بیماری 'نشان' کے طور پر ظاہر ہوئی تھی اور اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خاص طور پر فرمایا تھا، اس بارہ میں آپؑ نے اعلان بھی فرمایا تھا کہ یہ نشان ہے۔ اس لئے اُس طاعون کی جو آپؑ کے زمانے میں آیا ایک علیحدہ حیثیت تھی۔ لیکن ساتھ ہی اس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جماعت کو فرمایا بلکہ مفتی صاحب کو کہا اس کا اعلان کر دیں اخباروں میں کہ میں اپنی جماعت کے لئے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ جب قہرِ الٰہی نازل ہوتا ہے تو پھر بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں۔ اور پھر اُن کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں، آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابہؓ جہاد میں شامل ہوئے، اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد ہوئے ان میں بعض جگہ شکستیں بھی ہوئیں، لیکن عمومی طور پر فتوحات ہوئیں۔ یہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں۔ لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ یہ نہیں ہوا کہ صرف کافر مارے گئے، گو نشان کے طور پر جہاد تھا۔ فرمایا: کہ مسلمان جو مارا گیا وہ 'شہید' کہلایا۔ آپؑ فرماتے ہیں: ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ سب سے اوّل حقوق اللہ کو ادا کرو، اپنے نفس کو جذبات سے پاک رکھو۔ اس کے بعد حقوق العباد کو ادا کرو۔ فرمایا: خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو اور کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا تعالیٰ کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو۔ اس کے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو یعنی تمام جو ظاہری احتیاطیں ہیں وہ بجا لاؤ وہ پوری کرو۔

پھر فرمایا: جو تم میں سے بتقدیرِ الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اس کے ساتھ اور اس کے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے ان کی مدد کرو اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو، ہر قسم کی کوشش کرو۔ فرمایا: لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنی نہیں کہ اس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ ہمدردی بے شک کرو، لیکن احتیاطی تدابیر بھی ضروری ہیں، ان سے بچنا بھی

ضروری ہے۔ بلکہ اس اثر سے بچو۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس بات سے ہمیں یہ سبق لینا چاہئے کہ جو بھی یہ مدد کرنے والے ہیں، ان کو جو ضروری احتیاطیں ہیں مثلاً آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ ماسک پہنو، اور دوسری احتیاطیں ہیں، اُن کو سامنے رکھنا چاہئے، اسی طرح سے بلا وجہ لوگوں کے گھروں میں آنے جانے سے بھی بچنا چاہئے۔ حکومت نے بھی منع کیا ہے، اُس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فرمایا: جن کے سپرد مدد کے کام ہیں، وہ تمام احتیاطوں اور دعاؤں کے ساتھ اس مدد کے فریضے کو سرانجام دیں، اور بے احتیاطیوں سے بچیں۔ بلاوجہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے، یہ جہالت کہلاتی ہے، پس بہت احتیاط کریں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو خدا نخواستہ اس بیماری سے مرجائے وہ شہید ہے، اُس کے واسطے غسل کی ضرورت نہیں، اور نیا کفن پہنانے کی ضرورت نہیں، اس سے پھر شہید والا سلوک کیا جاتا ہے۔ یہاں تو حکومت نے کچھ حد تک اجازت دی ہوئی ہے، غسل بھی کر سکتے ہیں اور کفن بھی پہنا دیتے ہیں، اُس وقت جو طاعون کے زمانے میں جو شدید حالات تھے، اُس وقت آپؑ نے یہ فرمایا تھا کہ ضرورت نہیں۔ پھر تاکیداً آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ گھروں کی صفائی بہت زیادہ کرو۔ گھروں کی صفائی کے ساتھ اپنے کپڑے بھی صاف رکھو اور نالیاں بھی صاف کراتے رہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو خاص طور پر فرمایا کہ سب سے مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صلح کرلو۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہمیں بھی ان حالات میں جو آج کل اس وباء کی وجہ سے ہیں اور ہر ایک اُس سے متاثر ہے، ان باتوں کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے دعاؤں کا راستہ کھلا ہے۔ ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ اگر خالص ہو کر اس کے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے، یہ وہ بہتر جانتا ہے۔ عمومی طور پر اپنے لئے، اپنے پیاروں کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، جماعت کے لئے اور عمومی طور پر پوری انسانیت کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں اور ان میں احمدی بھی ہوں گے جن کے پاس احتیاط کے سامان میسر نہیں، جن کو علاج کی سہولتیں میسر نہیں ہیں، کھانے پینے کی سہولتیں نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ اُن پر بھی اور ہم سب پر بھی رحم فرمائے۔ ہم جماعتی طور پر کوشش کرتے ہیں کہ ان حالات میں خوراک یا علاج کی سہولتیں وغیرہ ہر احمدی تک پہنچائیں۔ لیکن پھر بھی ہوسکتا ہے کمی رہ جاتی ہو۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کوشش کرتے ہیں کہ غیروں تک بھی یہ سب سہولتیں جہاں ضرورت ہے پہنچیں اور بے غرض ہو کر یہ خدمت خالصتاً ہمدردی کے جذبے سے ہم کرتے ہیں۔ پھر میں کہوں گا کہ آج کل دعاؤں، دعاؤں اور دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو ہر لحاظ سے اور مجموعی طور پر جماعت کو بھی ہر لحاظ سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی دعائیں کرنے اور دعاؤں کی قبولیت سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: جو احمدی کسی کاروبار میں ہیں، وہ ان دنوں میں اپنی چیزوں پر غیر ضروری منافع بنانے کی کوشش نہ کریں۔ اور غیر ضروری منافع بنانے کی بجائے خاص طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں اور ضروری لازمی اشیاء میں کم سے کم منافع پر بیچیں۔ یہی انسانیت کی خدمت کے دن ہیں۔ جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تلقین فرمائی ہے کہ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرو۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے یہی دن ہیں۔ اور اس ذریعہ سے یہ خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے بھی دن ہیں۔

حضور انور نے آخر پر جماعت کے ایک انتہائی مخلص کارکن اور خادم سلسلہ مکرم ناصر احمد سعید صاحب جو 5 اپریل کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے، کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا: 1973ء میں نظارت امور عامہ کے تحت بطور کارکن حفاظت خاص اُن کا تقرر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ربوہ سے ہجرت کرنے کے بعد 1985ء میں ربوہ سے لندن ان کا تبادلہ ہوگیا اور خدمت سرانجام دیتے رہے۔ عمر کے لحاظ سے اکتوبر 2010ء میں انہیں ریٹائر کردیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنا کام جاری رکھا، ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ ثالثہ سے لے کر اب تک میرے وقت تک ان کو ڈیوٹی کی سعادت ملی۔

فرمایا: ناصر سعید صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑی ایمانداری اور مستعدی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے۔ اُن کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کلثوم بیگم صاحبہ، ایک بیٹا ہے خالد سعید اور ان کے بچے ہیں۔ مرحوم اپنے سب عزیز و اقارب سے نہایت پُرخلوص محبت کا سلوک رکھتے تھے۔ اور بہت سے ضرورت مند اقرباء کی خاموشی سے امداد بھی کرتے رہتے تھے۔ خلافت کے وفادار اور اطاعت شعار تھے۔ ان کی روح کا محور صرف اور صرف خلافت احمدیہ تھا۔ ڈیوٹی کے معاملے میں ہمیشہ بڑے ایماندار تھے، ہمیشہ اپنی ڈیوٹی کے لئے وقت سے پہلے آجایا کرتے تھے اور بصیغہ راز کوئی پیغام ہوتا تھا تو ہمیشہ اس کو راز رکھتے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی یہی تلقین کرتے کہ بصیغہ راز رکھنا چاہئے۔ اور اپنے کسی ساتھی سے کبھی بھی اُس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ دنیاوی آلائشوں سے مبرا تھے۔ خدمتِ دین ہی ان کا نصب العین تھا۔ دلی خواہش رکھتے تھے کہ خلافت کے در پر جان نکلے اور اسی کو انہوں نے سچ کر دکھایا۔ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے، ہر بڑے چھوٹے کی عزت کا خیال رکھتے تھے، اپنے سے سینئر کی بے حد عزت کرتے تھے، کبھی زبان پر گلہ شکوہ نہیں لائے اور ہمیشہ ہر حکم کی تعمیل کو اپنا فرض جانا۔ گو وہ کسی بڑے اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں تھے جماعت کے لیکن معمولی خدمت گزار ہونے کے باوجود ہر دلعزیز تھے۔ جس سے ملتے اس کا دل موہ لیتے تھے۔

پھر ان کی ایک نمایاں خوبی اکرام ضیف تھی۔ خاص طور پر جلسہ کے دنوں میں یہ صفت ان کی اپنے عروج پر ہوتی تھی۔ گفتگو کا انداز بڑا شفقت والا اور نرم تھا۔ ہر وقت ڈیوٹی کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ شدید بیماری میں بھی اُس وقت ڈیوٹی کی فکر تھی۔ بڑی جانفشانی، محنت اور لگن کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھاتے تھے۔

اطہر احمد صاحب کارکن حفاظت خاص لکھتے ہیں کہ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے اڑتالیس سال تین خلافتوں کے ساتھ ڈیوٹی کی ہے۔ مجھے کوئی نصیحت کریں تاکہ میں بھی آپ کی طرح ڈیوٹی کر سکوں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہاں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنا اور زبان بند رکھنا اور اس کے ساتھ دعا کرتے رہنا۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نصیحت جو ہے یہ عمومی طور پر ہر واقفِ زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس پر عمل کرنا، ہر کارکن اور عہدیدار کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی اہلیہ کو بھی صحت والی زندگی عطا فرمائے اور صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے۔ ان کے بیٹے کو بھی وفا کے ساتھ خلافت اور جماعت سے جوڑے رکھے بلکہ ان کی نسل کو بھی۔

حضور انور نے فرمایا: میں اُن کو اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ ربوہ میں جماعت کی خدمت کے لئے آئے تھے۔ یقیناً بڑے بے لوث ہو کر خدمت کرنے اور کامل اطاعت کرنے والے تھے۔ ان

کی وفات ایسے حالات میں ہوئی ہے جب جنازے میں زیادہ لوگ شامل نہیں ہو سکتے۔ کچھ عرصہ سے یہ دل کے مریض تھے۔ انہیں شدید دل کا حملہ ہوا۔ پھر بعد میں کرونا وائرس کا بھی حملہ ہوگیا۔ چند دن ہسپتال میں زیرِ علاج رہے اور وہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہاں جو قانونی پابندیاں ہیں، اس وجہ سے جنازہ بھی یہاں نہیں لایا جاسکتا اور چند قریبی افراد کے علاوہ جنازہ میں جمع بھی نہیں ہو سکتے اور پھر جنازے کے لئے بھی شرط ہے کہ وہی جو funeral home ہے، اُن کا یا قبرستان اسی میں ہی جنازہ ہوگا۔ اس لئے بہرحال آج کل جو حالات ہیں، اِس وجہ سے بعد میں، میں بھی ان کا جنازہ غائب کسی وقت پڑھاؤں گا۔ بہرحال جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اپنی خدمت کو اپنے عہد کو وفا سے نبھاتے ہوئے یہ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ ہر عہد جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا، اُس کو پورا کیا، ہمیں اُن کی زندگی میں یہی نظر آتا ہے۔ اِس لحاظ سے یہ اُن لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اُن میں شامل فرمائے اور جن احمدیوں کی اس بیماری کی وجہ سے وفات ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ اُن سے بھی رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ 17 اپریل 2020

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17 اپریل 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج بدری صحابہ میں سے حضرت معاذ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میں ذکر کروں گا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو مالک بن نجار سے تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام حارث بن رفاعہ اور والدہ کا نام عفرا بنت عبید تھا۔ حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی تھے۔ یہ تینوں بھائی اپنے والد کے علاوہ اپنی والدہ کی طرف بھی منسوب ہوتے تھے اور ان تینوں کو بنو عفرا بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت معاذ اور ان کے دو بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

حضرت عوفؓ اور حضرت معوذؓ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوگئے مگر حضرت معاذؓ بعد کے تمام غزوات میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک رہے۔ حضرت معاذؓ ان آٹھ انصار میں شامل ہیں جو آنحضرت ﷺ پر بیعتِ عقبہ اولیٰ کے موقع پر مکہ میں ایمان لائے۔ حضرت معمر بن حارثؓ کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ان کی مؤاخات قائم فرمائی۔

حضور انور نے صحیح بخاری کی روایات سے ابوجہل کے قتل کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا: کون دیکھے گا کہ ابوجہل کا کیا حال ہوا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ گئے اور جا کر دیکھا کہ اس کو عفرا کے دونوں بیٹوں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ نے تلواروں سے اتنا مارا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہوگیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے ابوجہل کی داڑھی پکڑی اور پوچھا کیا تم ابوجہل ہو۔ ابوجہل کہنے لگا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے یا یہ کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی ہے جس کو اس کی قوم نے مارا ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ عفرا کے دو بیٹوں معوذؓ اور معاذؓ نے ابوجہل کو موت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کیا ہے۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر کے حالات میں ابوجہل کے قتل کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ میدانِ کارزار میں کشت وخون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے ان سے تین گنا جماعت تھی جو ہر قسم کے سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام ونشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد اور سامان میں تھوڑے تھے۔ وہ اس وقت میدانِ جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ انصار کے جوشِ اخلاص کا یہ عالم تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عام جنگ شروع ہوئی تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی مگر کیا دیکھتا ہوں کہ انصار کے دو نوجوان لڑکے میرے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا دل کچھ بیٹھ سا گیا کیونکہ ایسی جنگوں میں دائیں بائیں کے ساتھیوں پر لڑائی کا بہت انحصار ہوتا تھا اور وہی شخص اچھی طرح لڑ سکتا ہے جس کے پہلو محفوظ ہوں مگر عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں اس خیال میں ہی تھا کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ سے پوچھا کہ گویا وہ دوسرے سے اپنی یہ بات مخفی رکھنا چاہتا ہے یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کو پتا نہ لگے جو دوسری طرف کھڑا ہے کہ چچا وہ ابوجہل کہاں ہے جو مکہ میں آنحضرت ﷺ کو دکھ دیا کرتا تھا میں نے خدا سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اسے قتل کروں گا یا قتل کرنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے نے بھی اسی طرح آہستہ سے یہی سوال کیا۔ میں ان کی یہ جرأت دیکھ کر حیران سا رہ گیا کیونکہ ابوجہل گویا سردارِ لشکر تھا اور اس کے چاروں طرف آزمودہ کار سپاہی جمع تھے۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا کہ وہ ابوجہل ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میرا یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ دونوں بچے باز کی طرح جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے ایک آن کی آن میں وہاں پہنچ گئے اور اس تیزی سے وار کیا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی اپنے باپ کے ساتھ تھا وہ اپنے باپ کو تو نہ بچا سکا مگر اس نے پیچھے سے معاذؓ پر ایسا وار کیا کہ اس کا بایاں بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ معاذؓ نے عکرمہ کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا چونکہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں مزاحم ہوتا تھا۔ معاذؓ نے اسے زور سے کھینچ کر اپنے جسم سے الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگ گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ابوجہل جس کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی جارہی تھی کہ مکہ کی فضا بھی گونج اٹھی تھی۔ بدر کی لڑائی میں جب مارا جاتا ہے تو پندرہ پندرہ سال کے دو انصاری چھوکرے تھے جنہوں نے اسے زخمی کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگ کے بعد لوگ واپس جا رہے تھے تو میں میدان میں زخمیوں کو دیکھنے کے لئے چلا گیا۔ میں میدان جنگ میں پھر ہی رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ابوجہل زخمی پڑا کراہ رہا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اب بچتا نظر نہیں آتا تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے تم بھی مکہ والے ہو، میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ تم مجھے ماردو تا میری تکلیف دور ہو جائے لیکن تم جانتے ہو کہ میں عرب کا سردار ہوں اور عرب میں یہ رواج ہے کہ سرداروں کی گردنیں لمبی کرکے کاٹی جاتی ہیں اور یہ مقتول کی سرداری کی علامت ہوتی ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم میری گردن لمبی کر کے کاٹنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گردن ٹھوڑی کے قریب سے کاٹی اور کہا تیری یہ آخری حسرت بھی پوری نہیں کی جائے گی۔ اب انجام کے لحاظ سے دیکھو تو ابوجہل کی

موت کتنی ذلت کی موت تھی جس کی گردن اپنی زندگی میں ہمیشہ اونچی رہا کرتی تھی وفات کے وقت اس کی گردن ٹھوڑی سے کاٹی گئی اور اس کی یہ آخری حسرت بھی پوری نہ ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت معاذ بن حارثؓ نے چار شادیاں کی تھیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ حبیبہ بنت قیس اُن سے ایک بیٹا عبیداللہ پیدا ہوا۔ دوسری شادی اُم حارث بنت سبرہ سے تھی ان سے حارث، عوف، سلمیٰ، ام عبداللہ اور رملہ پیدا ہوئے۔ ام عبداللہ بنت نمیر تیسری بیوی تھیں اُن سے ابراہیم اور عائشہ پیدا ہوئے۔ ام ثابت رملہ بنت حارث چوتھی تھیں اُن سے سارہ پیدا ہوئیں۔ علامہ ابنِ سیرینؒ نے اپنی تصنیف اسد الغابہ میں حضرت معاذؓ کی وفات کے متعلق مختلف اقوال درج کئے ہیں۔ ایک قول کے مطابق حضرت معاذؓ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ واپس آنے کے بعد ان زخموں کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔ ان کی وفات حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین کے دوران ہوئی۔ جنگ صفین 36 اور 37 ہجری میں ہوئی تھی اور حضرت معاذؓ نے حضرت علیؓ کی طرف سے جنگ میں شرکت کی تھی۔ تو بہرحال ان کی وفات کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض جو باتیں ہیں اُن سے یہی پتا لگتا ہے کہ انہوں نے لمبی زندگی پائی تھی۔

حضور انور نے آخر پر مکرم رانا نعیم الدین ابن مکرم فیروز دین منشی صاحب کی 19 اپریل 2020 کو وفات پا جانے پر مرحوم کا ذکرِ خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اُن کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد محترم فیروز دین صاحب کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی تھی اور پھر تقسیم ملک کے بعد جب ہندوستان اور پاکستان کی پارٹیشن ہوئی ہے، یہ پہلے لاہور میں رہے، پھر 1948ء میں رانا صاحب ربوہ آ گئے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو فرقان بٹالین کے لئے پیش کیا اور فرقان بٹالین کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رانا صاحب کو میر پور خاص کے قریب زمینوں پر بھجوا دیا۔ یہاں یہ چند سال رہے۔ نظام وصیت میں بہت پرانے شامل ہیں۔ 1951ء سے ان کی وصیت ہے۔ ان کی اہلیہ کا نام سارہ پروین تھا جو حضرت دولت خانؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی پوتی تھیں۔ دفتر کے ریکارڈ کے مطابق عملہ حفاظت خاص میں رانا نعیم الدین صاحب کا 3 اگست 1954ء کو ریزرو آن ڈیوٹی کے طور پر تقرر ہوا اور اس کے بعد نومبر 1955ء سے 11 مئی 1959ء تک عملہ حفاظت خاص میں بطور گارڈ رہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کے کام کے سلسلہ میں نخلہ (جابہ) جایا کرتے تھے اور کئی کئی مہینے وہاں قیام فرمایا کرتے تھے تو مرحوم کی بھی اُس وقت وہاں حفاظت اور جنریٹر کی دیکھ بھال پر ڈیوٹی تھی۔ یہ چھوٹی سی جگہ آباد کی گئی تھی۔ اس کی آبادی کی حفاظت کی ذمہ داری بھی تھی۔ 1978ء میں عملہ حفاظت سے فارغ ہوئے اور پھر ہڑپہ ضلع ساہیوال چلے گئے اور بعد ازاں ساہیوال مسجد میں بطور خادم مسجد خدمت کرتے رہے۔ اس دوران اکتوبر 1984ء میں احمدیہ بیت الذکر ساہیوال پر مخالفین نے حملہ کیا جس میں یہ حفاظتی ڈیوٹی پر مامور تھے، وہاں جب حملہ ہوا اور انہوں نے اُس کا جواب دیا تو رانا نعیم الدین کے ساتھ کل گیارہ افراد کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور اس طرح رانا صاحب کو 26 اکتوبر 1984ء سے مارچ 1994ء تک اسیرِ راہِ مولیٰ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سپیشل ملٹری کورٹ نے الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ اور رانا نعیم الدین صاحب کو سزائے موت کی سزا سنا دی تھی۔ بہرحال اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر لاہور ہائی کورٹ نے مارچ 1994ء میں رہائی کا حکم دیا اور کاغذات کی تکمیل پر 19 مارچ 1994ء کو اُن کی رہائی عمل میں آئی اور اس طرح جو ہمارے اسیر تھے، ساڑھے نو سال اُن کو راہِ مولیٰ میں اسیری برداشت کرنے اور اسیر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ رانا نعیم الدین صاحب اس مقدمے سے رہائی کے بعد 1994ء میں لندن آ گئے اور یہاں بھی اپنی عمر کے لحاظ سے بہت بڑھ کے عملہ حفاظت میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ 2010ء میں ان کی بڑی بیٹی کی وفات ہوئی پھر چند دن بعد ان کی اہلیہ کی وفات ہو گئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے بیٹے رانا وسیم احمد واقفِ زندگی ہیں جو پرائیویٹ سیکرٹری یوکے، کے دفتر میں کام کر رہے ہیں اور چاروں بیٹیاں بھی لندن میں مقیم ہیں۔

اُن کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ہمیں ہمیشہ یہی سبق دیا کہ خلافت سے چمٹے رہنا اور سب کچھ خلافت سے وابستہ ہے۔ خلافت کے شیدائی تھے۔ کہتے تھے میں ڈیوٹی پر جاتا ہوں، خلیفہ وقت کو دیکھتا ہوں تو جوان ہو جاتا ہوں۔ وقت کے بہت پابند تھے ہمیشہ ڈیوٹی کے لئے دو تین گھنٹے پہلے تیار رہتے تھے۔ یہی کہا کرتے تھے میری صحت چلنے پھرنے کا راز یہی ہے کہ میں ڈیوٹی پر آ جاؤں اور خلیفہ وقت کے ساتھ رہوں اور ان کی صحبت میں رہوں۔ آپ نے ہمیشہ صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا اور جیل میں جب مارا جاتا ہے بڑے ظالمانہ طریقے سے پاکستانی جیلوں میں مارا جاتا ہے تو بہرحال سب کچھ انہوں نے برداشت کیا اور باہر آ کے بھی صبر کا معیار اُن کا بہت بلند تھا کبھی طبیعت خراب ہوتی تو کسی کو نہیں بتاتے تھے بلکہ اکثر یہی کہتے تھے کہ الحمدللہ میں ٹھیک ہوں۔

پھر ان کی خوبیوں میں لکھتے ہیں نہایت شفیق باپ تھے اور سچے دوست تھے۔ رانا وسیم نے جب وقف کیا ہے تو کہتے ہیں جب میرا وقف قبول ہوا تو مجھے ایک دن کہنے لگے کہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہمیشہ توبہ استغفار کرتے ہوئے اپنے وقف کو نبھانا کبھی کوئی دکھ بھی دے تو چپ کر جانا نہ کہ بحث کرنا اور تمام بات اللہ پر چھوڑ دینا اور صبر کرنا اور صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ چندے کی بے انتہا پابندی کرتے تھے۔ ہمیشہ خاموشی سے بہت سے لوگوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ ان کی بیٹیاں بیان کرتی ہیں کہ خلافت سے تو ابا جان کا تعلق ایسا تھا کہ رشک آتا تھا۔ خلافت سے محبت تو ان کی رگ رگ میں تھی۔ ہمیشہ جب بھی خلیفہ وقت کا ذکر ہوتا تو آنکھیں نم ہو جاتیں۔ ہمیں ساری عمر یہی نصیحت کی کہ زندگی میں فائدہ لینا ہے تو خلافت سے ایسے چمٹ جاؤ جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ ان کی بہو بیان کرتی ہیں کہ میرا بہت خیال کرتے تھے ہمیشہ باپ بن کے مجھے نصیحت کرتے تھے۔ جب بھی رات کے کسی پہر میں میری آنکھ کھلتی تو میں نے ہمیشہ ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا ہر ایک لکھنے والے نے تقریباً یہی لکھا ہے خلافت سے وفا کا تعلق بہت تھا اور کہا کرتے تھے کہ خلافت کی دعاؤں کی بدولت ہی جیل میں رہا ہوں اور خلافت کی دعاؤں سے ہی یہاں ہوں۔

اُن کی بیٹی عابدہ کہتی ہیں کہ ہمارے بچوں کو ایک نصیحت ہمیشہ کرتے تھے کہ خدا سے اور خلافت سے ہمیشہ پختہ تعلق رکھو اور کہتے تھے اسی میں تمہاری بقا ہے، ہمیشہ قرآن مجید پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ بہت زیادہ مہمان نواز تھے، غریب رشتہ داروں کا خیال رکھتے تھے۔ کہتی ہیں کہ امی جان کی وفات کے بعد ہم سب بہنوں کا بہت زیادہ خیال رکھا اور اپنی بہو کے ساتھ بھی بیٹیوں سے بڑھ کے سلوک کیا۔

ایک بیٹی لکھتی ہیں کہ واقعی انہوں نے آزمائش کے وہ دن جو جیل میں گزارے اس کی رضا پر، دین کی محبت اور خلافت کی محبت میں گزارے۔ کبھی ان کے منہ سے شکوہ تو دُور کی بات ہے اُف تک نہیں سنا۔ ان کے بھانجے رانا شبیر کہتے ہیں کہ کئی دفعہ ملاقات کے لئے جیل جاتے تو ہمیں پریشانی ہوتی تھی اور وہ اکثر ہمیں صبر اور دعا کی تلقین

کرتے تھے، بڑے اعلیٰ پائے کے بزرگ تھے اور بڑے صبر کرنے والے انسان تھے۔ بڑے دلیر بہادر اور کلمے کی حفاظت کرنے والے خلافت سے عشق کرنے والے نڈر احمدی مسلمان تھے۔

الیاس منیر صاحب جو جیل میں رانا صاحب کے ساتھی تھے، وہ لکھتے ہیں کہ اسیری کے دوران ایک دن بھی میں نے انہیں حوصلہ ہارتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ جب فوجی ڈکٹیٹر کی طرف سے آپ کو سزائے موت کا ظالمانہ اور بہیمانہ حکم سنایا گیا تو بھی اسے خندہ پیشانی سے سنا اور قبول کیا۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے ان کے چہرے پر ہمیشہ بڑی طمانیت دیکھی اور خلافت کے لئے محبت دیکھی۔ اللہ تعالیٰ اُن سے اگلے جہان میں بھی پیار اور محبت کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ فرمایا: میں انہیں بچپن سے جانتا ہوں جب وہ جابہ (نخلہ) میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوتے تھے، اُس وقت ہم نخلہ جایا کرتے تھے۔ کچھ دنوں کے لئے گرمیاں وہاں گزارا کرتے تھے۔ ہم سے اُس وقت بھی اِن کا بڑی شفقت کا سلوک ہوتا تھا اور خلافت کے بعد تو میرے ساتھ اس کا رنگ ہی اور تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے بچوں کو بھی ہمیشہ وفا کے ساتھ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حالات کی وجہ سے ان کا جنازہ تو نہیں پڑھا جا سکا، میں نہیں پڑھ سکا، حکومتی پابندیاں بھی تھیں۔ اس کا افسوس بھی ہے ان شاء اللہ کسی وقت ان کا جنازہ غائب بھی پڑھا دوں گا۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کے مرض کی وجہ سے بعض جو احمدی مریض ہیں، اُن کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحیح رنگ میں ہمیں عبادت کا اور حقوق العباد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلد یہ بلا ہم سے دور فرمائے۔ دنیا کو بھی سمجھ اور عقل دے وہ بھی ایک خدا کو پہچاننے والے بنیں۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ 24۔اپریل 2020ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 اپریل 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔

حضور انور نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 186 کی تلاوت کی اور ترجمہ کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سے یہاں رمضان شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے ہماری روحانی ترقی کے لئے رکھے ہیں۔ قرآن کریم کی جو پہلی آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہی فرمایا کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اس کی شکرگزاری کی جائے۔ اصل ایمان اور تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے گئے عہد پورے کرو اور اسی طرح اس کی امانتوں کے حق بھی ادا کرو اور باریکی میں جا کر ادا کرو۔ اسی طرح مخلوق کے عہد بھی باریکی سے ادا کرو اور اس کی امانتوں کی بھی ایک فکر کے ساتھ ادائیگی کرو تب کہا جا سکتا ہے کہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ اس لئے آیا ہے، روزے رکھنے کی طرف اس لئے تمہاری توجہ دلائی گئی ہے کہ سال کے گیارہ مہینے میں جو کوتاہیاں کمیاں ان حقوق کے ادا کرنے میں ہوگئی ہیں انہیں اس مہینے میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر جائز چیزوں کو بھی چھوڑتے ہوئے، بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پہلے سے بڑھ کر توجہ دیتے ہوئے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے، پورا کرو اور جب یہ کرو گے تو اس کا نام تقویٰ ہے اور یہی رمضان کا اور روزوں کا مقصد ہے۔ پھر یہ تبدیلی عارضی نہیں ہوگی بلکہ ایک مستقل تبدیلی ہوگی۔ پھر حقوق اللہ اور عبادتوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی مستقل توجہ رہے گی۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی جو ستر سالوں کے برابر ہے تو روزے کی یہ برکات ہیں، یہ ہے وہ تقویٰ جو روزہ پیدا کرتا ہے۔ روزہ صرف تیس دن کے لئے تقویٰ پیدا نہیں کرتا بلکہ حقیقی روزہ ستر سال تک اپنا اثر رکھتا ہے اور اس حساب سے اگر ہم دیکھیں تو روزے کی فرضیت ہونے کے بعد ایک انسان پر ایک بالغ مسلمان پر جب روزہ فرض ہوتا ہے اس کے بعد جو روزے سے حقیقی فیض اٹھانے والا ہے، اور اس کی روح کو سمجھ کر روزے رکھنے والا ہے، وہ تمام عمر کے لئے ہی ان برکات سے فیض پاتا رہے گا، جو روزے میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں۔ اور تقویٰ کی راہوں کو تلاش کرتا رہے گا، جو روزے کا مقصد ہے۔ اگر ہم تصور کریں کہ ایسے روزے دار ہمارے معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو وہ کس قدر خوبصورت معاشرہ ہوگا، جہاں اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کئے جا رہے ہوں گے اور بندوں کے حق بھی ادا کئے جا رہے ہوں گے، اور یہی وہ حسین معاشرہ ہے جو ہر مومن قائم کرنے کی خواہش رکھتا ہے، بلکہ ہر انسان اس معاشرے کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کورونا وائرس کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے، اس نے حکومتی قانون کے تحت اکثر لوگوں کو گھروں میں بند کر دیا ہے۔ اور یہاں ایک اچھی بات اس لحاظ سے بھی پیدا ہو رہی ہے کہ خدام الاحمدیہ رضا کارانہ طور پر جہاں جہاں مدد کی ضرورت ہے، لوگوں کو جنس پہنچانے کے لئے یا دوسری سہولیات پہنچانے کے لئے، دوائیاں پہنچانے کے لئے، خدمات بجالا رہے ہیں۔ تو یہ جو حق ادا کئے جا رہے ہیں یہ ایک ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں، جس سے اپنے تو فائدہ اٹھا ہی رہے ہیں، غیر بھی فائدہ اٹھا کر متاثر ہو رہے ہیں۔ بہرحال اس کے علاوہ اور بھی بہت سے روحانی فائدے ہیں۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ اس وجہ سے ہمارے گھر کا ایک نیا ماحول بن گیا ہے کہ ہم گھروں میں بیٹھ گئے ہیں، نمازیں باجماعت ادا ہوتی ہیں، نمازوں کے بعد مختصر درس و تدریس بھی ہوتا ہے، خطبہ اکٹھے بیٹھ کر سنتے ہیں اور بعض دوسرے پروگرام ایم۔ٹی۔اے پر دیکھتے ہیں۔ اگر یہ لاک ڈاؤن مزید لمبا ہوتا ہے اور پورے رمضان تک حاوی رہتا ہے تو پھر اس رمضان میں باجماعت نمازیں اور درس و تدریس کو مزید توجہ سے ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ بچوں کو چھوٹے چھوٹے مسائل بھی سکھائیں اور بتائیں اس طرح اپنا علم بھی بڑھائیں اور بچوں کا علم بھی بڑھائیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دے کر خاص طور پر اپنے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رحم مانگیں۔ پس یہ دن جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے اس کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کی وضاحت مختلف انداز میں مختلف مواقع پر فرمائی ہے۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ آپؑ کی باتوں کو سن کر، اس پر عمل کریں، اس عہد کو پورا کریں، جو ہم نے آپؑ سے کیا ہے۔ ایک مجلس میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ تقویٰ کیا ہے، آپؑ فرماتے ہیں۔ تقویٰ یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے اور اس کے

حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارے تک نہ پہنچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اس کا حق ہے کہ گداز ہو جاوے۔ بیٹھ کر، سجدہ میں، رکوع میں، قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے۔

فرمایا کہ اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو، کچھ نہیں، اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو، تو کچھ فائدہ نہیں۔ اسی کے واسطے کہا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت 29: 70)۔ فرمایا کہ اس میں کس قدر ہدایت تدبیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے تدبیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے۔ اور دوسری طرف فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن 40: 61)۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے، دونوں کا جو بجالانے کا حق ہے بجالائے، تو ایسی حالت میں خدا اس پر رحم کرے گا، لیکن اگر ایک تدبیر کرے، اور دوسری دعا کو چھوڑے گا، تو محروم رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ اللہ ہر ایک عمل کی جڑ ہے۔ تقویٰ سے زینتِ اعمال پیدا ہوتی ہے، تقویٰ ہے جو اعمال کی خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مر جاوے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ فرمایا کہ نفس ظاہری لذات کا دلدادہ ہوتا ہے، پنہانی لذات سے یہ بالکل بے خبر ہے۔ اسے خبردار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اول ظاہری لذات پر ایک موت وارد ہو اور پھر نفس کو پنہانی لذات کا علم ہو۔ فرمایا کہ اس وقت الٰہی لذات جو کہ جنتی زندگی کا نمونہ ہیں، شروع ہوں گی۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصولِ تقویٰ کے لئے وہ اول مشق کریں جیسے بچے خوشخطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حروف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو دیکھے گا تو خود ان پر رحم کرے گا۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں، آپس میں جھگڑے ہیں، رنجشیں ہیں، دوریاں ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے۔ فرمایا کہ بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے، پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔ فرمایا دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کس طرح میں دوسرے کو نیچا دکھاؤں۔ کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں۔ ایسے موقعوں پر جوشِ نفس سے بچنا چاہئے اور رفعِ فساد کے لئے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں دیدہ دانستہ خود ذلت اختیار کر لینی چاہئے۔ فرمایا کہ یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا اُن کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ یاد رکھو بیعت کا زبانی اقرار کچھ شئے نہیں ہے، اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔ اس لئے اپنے نفسوں میں تبدیلی پیدا کرو اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ حاصل کرو۔ پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے اور پھر تم نے الزام لگایا ہے تو خود اس میں گرفتار ہو جاؤ گے لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے جس پر تم الزام لگا رہے ہو تو اس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے اور اگر نہیں ہے اور تم کہہ رہے ہو تو وہ پھر تمہارے اوپر وہ الٹ پڑ سکتا ہے۔ پھر فرمایا بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اپنی بیویوں سے عمدہ معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں یاد رکھو نیکی اتنی نہیں کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا، نقب زنی نہیں کی، چوری نہیں کرتا، بدنظری اور زنا نہیں کرتا، ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری اور ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں جو عارف کی نگاہ میں قابلِ قدر ہو بلکہ اصلی اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان تک دے دینے کو تیار ہو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا، کوئی خوبی کی بات نہیں، جب تک اس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ ہیں وہ معیارِ تقویٰ اور یہ ہے وہ دین کو جاننے، سمجھنے اور عمل کرنے کا معیار جسے ہمیں حاصل کرنے کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے اور جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے جو پھر اگلی آیات میں روزے کی، اس کے چھوٹ کی، جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اس کے صحیح استعمال کی بھی توفیق دیتا ہے۔ اگر ایسی بیماری ہے جس میں روزہ برداشت کرنا مشکل ہے، جس میں ڈاکٹر نے کہا ہے کہ روزہ نہیں رکھنا، تو پھر فدیہ دے دو۔ لیکن بہانے تلاش کر کے فدیے کا جواز پیدا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے پھر آگے مزید وضاحت فرما دی کہ مریض ہو یا سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگی نہیں چاہتا اور جب بیماری دور ہو جائے تو پھر چھوڑے ہوئے روزے پورے کرو۔ سفر کے دوران جو روزے چھوٹ گئے انہیں پورا کرو چاہے فدیہ دے بھی دیا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ فرمایا: اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں، بہانے کرتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادے کو جانتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کورونا وائرس کی بیماری کی وجہ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ گلا خشک ہو جائے گا، بیماری کا زیادہ امکان بڑھ جائے گا، روزہ رکھیں یا نہ رکھیں؟ میں تو اس بارہ میں

کوئی عمومی فتویٰ یا فیصلہ نہیں دیتا۔لیکن میں یہی عموماً لکھتا ہوں کہ تم لوگ اپنی حالت دیکھ کر خود فیصلہ کرو اور پاک دل ہو کر تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنے دل سے فتویٰ لو۔اپنی اپنی حالتیں اور طبیعتیں دیکھ کر ہر کوئی فیصلہ کرے، اپنے ضمیر سے فتویٰ لے۔اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے روزہ رکھنے کے لئے دعا کریں۔اور دعائیں بھی ان دنوں میں بہت زیادہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اس وبا کو دنیا سے جلد ختم کرے اور دنیا پر رحم فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بھی یاد رکھیں کہ آج کل دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں جب ایسی کسی وبا کی وجہ سے دنیا کے معاشی حالات بھی انتہائی خراب ہو چکے ہیں۔اور ایسے معاشی حالات آتے ہیں جیسے آج کل ہیں تو پھر جنگوں کے امکان بھی بڑھ جاتے ہیں۔اور پھر دنیا دار حکومتیں اپنے مفادات کے حل تلاش کرنے کے لئے دنیاوی حیلوں سے اس کے حل تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔اپنی عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جو پھر مزید مشکلات میں اُن کو ڈالنے والی ہوں۔پھر یہ لوگ مزید تباہی میں چلے جاتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ بڑی طاقتوں کو بھی عقل دے کہ وہ بھی عقل سے کام لیں اور کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے دنیا میں مزید فساد پیدا ہو اور مزید تباہی آئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے، اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق دے اور دنیاوی بڑی حکومتوں کو عقل سے اپنی پالیسیاں بنانے اور آئندہ کے لائحہ عمل بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(روزنامہ الفضل لندن۔6، 13، 20، 27 اپریل 2020ء)

# قطعات

## مکرم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب شہید

ہر شب کی خامشی میں ہر دن کی روشنی میں
دیوارِ دل پہ مولا تیری شبیہ سجائیں
اپنے لہو سے لکھیں ایثار کا فسانہ
تری راہ میں خدایا سب مال و جاں لٹائیں

سجدے میں سر جھکا کر پایا ہے رفعتوں کو
چمکے فلک پہ ماہ سے وہ نامدار ہیں ہم
نہیں رائیگاں عزیزو ہرگز لہو ہمارا
باطل کا سر جو کاٹے وہ ذوالفقار ہیں ہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر

دار الافتاء
سلسلہ عالیہ احمدیہ
فون 047-6211942

67/13.5.2020

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ (کینیڈا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط دار الافتاء میں موصول ہوا۔جس میں آپ نے ایک دوست کے استفسار پر حکومت کینیڈا کی جانب سے ایک سکیم RRSP (Registered Retirement Savings Plan) میں سرمایہ کاری کرنے اور اس پر ملنے والے منافع کی بابت دریافت کیا ہے کہ کیا ایسی حکومتی سکیم میں سرمایہ کاری کر کے منافع لیا جا سکتا ہے؟

جواباً تحریر ہے کہ اگر کوئی چاہے تو حکومت نے بچت کی جو اسکیمیں جاری کی ہوئی ہیں ان میں حصہ لے سکتا ہے اور ان میں جو منافع ملتا ہے اسے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ایسا ادارہ جو حکومت کی ملکیت ہو، اس ادارہ میں رقم رکھوا کر منافع لینا سود کے زمرہ میں نہیں آتا۔

حکومتی ادارہ اپنے سرمایہ کو قومی رفاہی کاموں میں لگاتا ہے۔اس کے نتیجے میں معیشت میں ترقی ہوتی ہے۔اور روزگار کے زیادہ مواقع پیدا ہوتے ہیں۔جو حکومت کے Revenue میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔اس طرح حکومت اپنے Depositer کو بھی اپنے منافع میں شریک کر لیتی ہے۔جسے حکومت منافع کا نام دیتی ہے۔جب Depositer کو اپنی رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ واپس بھی لے لیتا ہے۔

والسلام
دعاؤں کا طالب
مبشر احمد کاہلوں
مفتی سلسلہ احمدیہ

# انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

”ایک درد کے ساتھ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کریں۔جنگوں کے ٹلنے کے لئے دعا کریں۔دعاؤں اور صدقات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔اگر اصلاح کی طرف دنیا مائل ہو جائے تو یہ جنگیں ٹل بھی سکتی ہیں۔ہم اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ دنیا کا ایک حصہ تباہ ہو اور پھر باقی دنیا کو عقل آئے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنے والے کو مانیں بلکہ ہم تو اس بات پر خوش ہیں اور کوشش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اُس کے بداعمال کی وجہ سے تباہی میں نہ ڈالے اور دنیا کو عقل دے کہ وہ بدانجام سے بچیں۔جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کا یہ کام ہے کہ اس پیغام کو عام کریں کہ عافیت کا حصار اب مسیح موعودؑ کے ساتھ جڑنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے یا جڑنے میں ہی ہے، وہاں ہم اُن کے لئے دعائیں بھی کریں۔اس یقین کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری دعاؤں سے اُن کو عقل بھی آ جائے اور اللہ تعالیٰ ان کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچا لے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس مشن کو پورا کرنے والے ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے کہ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے اور اس کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور کوششوں کو بھی عمل میں لائیں اور دعاؤں کی بھی انتہا کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلبہ دعاؤں کے ذریعہ سے ہونا ہے۔آپ کو دعا کا ہتھیار دیا گیا ہے۔“

(فرمودہ خطبہ جمعہ 30 جون 2017ء۔مطبوعہ روزنامہ

# کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا ضروری ہے؟

’’حضرت اقدسؑ کی خدمت میں آج پھر سوال پیش ہوا کہ جب ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور شریعت کے دیگر امور کی پیروی کرتے ہیں تو صرف آپ کو نہ ماننے کے سبب کیا حرج ہوسکتا ہے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

میں نے اس بات کا جواب کئی دفعہ دیا ہے۔ ہم قال اللہ اور قال الرسول کو مانتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کو مانتے ہیں۔ میرا آنا اللہ اور رسولؐ کے وعدے کے مطابق ہے۔ جو شخص خدا اور رسول کی ایک بات مانتا ہے اور دوسری نہیں مانتا وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ تو وہ بات ہے جو قرآن شریف میں تذکرہ ہے کہ وہ لوگ بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر ایمان نہیں لاتے۔ ورنہ دراصل ایمان نہیں۔ ایک خدا اور اس کے رسول کا موعود اپنے وقت پر آیا۔ صدی کے سر پر آیا۔ نشانات لایا۔ عین ضرورت کے وقت آیا۔ اپنے دعویٰ کے دلائل صحیح اور قوی رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا انکار کیا ایک مومن کا کام ہے؟ یہودی موحد کہلاتے تھے۔ اب تک ان کا دعویٰ ہے کہ ہم توحید پر قائم ہیں۔ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتے۔ اسی سبب کافر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم فرمودہ رسول کی ایک بات کا بھی جو شخص انکار کرتا ہے اور اس کے مخالف ضد کرتا ہے وہ کافر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں اور تمام اعمالِ حسنہ بجالاتے ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا، خلوص لذت اور احسان کے ساتھ عبادت بجالانا یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ نیک اعمال کی توفیق فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اندر کی آلودگیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے تو ایک طاقت آسمانی اس کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کرسکتا تو دعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص کو راہ دکھاؤں گا جو میری راہ میں مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو خدا آنکھیں دے۔ اور تم سب مردے ہو مگر وہ جس کو خدا تعالیٰ زندگی دے۔ دیکھو یہودیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ مثل گدھوں کے ہیں جن پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ ایسا علم انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے جب تک دل آراستہ نہ ہو ہدایت اور سکینت نازل نہیں ہوتی۔ شیطان سے مناسبت آسان ہے مگر ملائک سے مناسبت مشکل ہے کیونکہ اس میں اوپر کو چڑھنا ہے اور اس میں نیچے گرنا ہے، نیچے گرنا آسان ہے مگر اوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ یہ مقام تب حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان درحقیقت پاک ہوکر محبتِ الٰہی کو اپنے اندر داخل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر یہ امر آسان ہوتا تو اولیاء، ابدال، غوث اور اقطاب ایسے کمیاب کیوں ہوتے؟ بظاہر تو وہ سب عام لوگوں کی مانند نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں مگر فرق صرف توفیق کا ہے۔ ان لوگوں نے کسی قسم کی شوخی اور کجروی نہ کی بلکہ خاکساری کا راہ اختیار کیا اور مجاہدات میں لگ گئے جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا کیا حال ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم لا تکلني الٰی نفسي طرف عین۔ یا اللہ مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔

اب ان لوگوں کے تقویٰ کے حال کو دیکھنا چاہئے۔ میں ان کے سامنے آیا۔ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ کیا انہوں نے میرے معاملہ میں تدبر کیا؟ کیا انہوں نے میری کتب کا مطالعہ کیا؟ کیا یہ میرے پاس آئے؟ کہ مجھ سے سمجھ لیں۔ صرف لوگوں کے کہنے کہلانے سے بے ایمان، دجال اور کافر مجھے کہنا شروع کیا اور کہا کہ یہ واجب القتل ہے۔ بغیر تحقیقات کے انہوں نے یہ سب کارروائی کی اور دلیری کے ساتھ اپنا منہ کھولا۔ مناسب تھا کہ میرے مقابلہ میں یہ لوگ کوئی حدیث پیش کرتے۔ میرا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا ادھر ادھر جانا بے ایمانی میں پڑنا ہے لیکن کیا اس کی پہلے کوئی نظیر دنیا میں موجود ہے کہ ایک شخص 25 سال سے خدا پر افترا کرتا ہے

اور خدا تعالیٰ ہر روز اس کی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ وہ اکیلا تھا اور خدا تعالیٰ نے تین لاکھ آدمی اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ کیا تقویٰ کا حق ہے کہ اس کے مخالف بے ہودہ شور مچایا جاوے اور اس کے معاملہ میں کوئی تحقیقات نہ کی جاوے۔ وفاتِ مسیح پر قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ معراج والی حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ صحابہ کا اجماع ہمارے ساتھ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت عیسیٰ کو وہ خصوصیت دیتے ہو جو دوسرے کے لئے نہیں۔ مجھے ایک بزرگ کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے اس نے لکھا ہے کہ اگر دنیا میں کسی کی زندگی کا میں قائل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا قائل ہوتا۔ دوسرے کی زندگی سے ہم کو کیا فائدہ؟ تقویٰ سے کام لو۔ ضد اچھی نہیں۔

دیکھو۔ پادری لوگ گلی اور کوچوں اور بازاروں میں یہی کہتے پھرتے ہیں کہ ہمارا یسوع زندہ ہے اور تمہارا رسول مر چکا ہے۔ اس کا جواب تم ان کو کیا دے سکتے ہو؟ یہ زمانہ تو اسلام کی ترقی کا زمانہ ہے۔ کسوف خسوف بھی پیشگوئی کے مطابق ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کے واسطے وہ پہلو اختیار کیا ہے جس کے سامنے کوئی بول نہیں سکتا۔ سوچو انیس سو سال تک مسیح کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوا؟ یہی کہ چالیس کروڑ عیسائی ہو گئے۔ اب دوسرے پہلو کو بھی چند سال کے واسطے آزماؤ اور دیکھو کہ اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ کسی عیسائی سے پوچھو کہ اگر یسوع مسیح کی وفات کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا پھر بھی کوئی عیسائی دنیا میں رہ سکتا ہے۔ تمہارا یہ طیش اور یہ غضب مجھ پر کیوں ہے؟ کیا اسی واسطے کہ میں اسلام کی فتح چاہتا ہوں۔ یاد رکھو کہ تمہاری مخالفت میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ میں اکیلا تھا۔ خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق کئی لاکھ آدمی میرے ساتھ ہو گئے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ لاہور میں بشپ صاحب نے یہی سوال مسلمانوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ ہزاروں آدمی جمع تھے اور بڑا بھاری جلسہ تھا۔ یسوع کی فضیلت اس نے اس طرح بیان کی کہ وہ زندہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ تب کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا لیکن ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب اٹھے جو اِس جگہ اِس وقت موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ قرآن، حدیث، انجیل سب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ثابت کر دیا۔ تب بشپ کوئی جواب نہ دے سکا اور ہماری جماعت کے ساتھ مخاطب ہونے سے اعراض کیا۔

ان مولویوں پر افسوس ہے کہ میری تذلیل کی خاطر یہ لوگ اسلام پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کی بے عزتی کرتے ہیں۔

## تلوار

اور کہتے ہیں کہ مہدی آئے گا تو وہ تلوار کے ساتھ دین پھیلائے گا۔ اے نادانو! کیا تم عیسائیوں کے اعتراض کی مدد کرتے ہو کہ دینِ اسلام تلوار کے ساتھ پھیلا ہے۔ یاد رکھو کہ اسلام کبھی تلوار کے ساتھ نہیں پھیلایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دین جبراً پھیلانے کے واسطے تلوار نہیں اٹھائی بلکہ دشمنوں کے حملوں کو روکنے کے واسطے اور وہ بھی بہت برداشت اور صبر کے بعد غریب مسلمانوں کو ظالم کفار کے ہاتھ سے بچانے کے واسطے جنگ کی گئی تھی اور اس میں کوئی پیش قدمی مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوئی تھی۔ یہی جہاد کا سِر ہے۔ آج کل عیسائیوں کے حملے تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ قلم کے ساتھ ہیں۔ پس قلم کے ساتھ ان کا جواب ہونا چاہئے۔ تلوار کے ساتھ سچا عقیدہ نہیں پھیل سکتا۔ بعض بیوقوف جنگلی لوگ ہندوؤں کو پکڑ کر ان سے جبراً کلمہ پڑھواتے ہیں۔ مگر وہ جا کر پھر ہندو ہی ہندو ہوتے ہیں۔ اسلام ہرگز تلوار کے ساتھ نہیں پھیلا بلکہ پاک تعلیم کے ساتھ پھیلا ہے۔ صرف تلوار اٹھانے والوں کو مزہ چکھایا تھا۔ اب قلم کے ساتھ، دلائل اور براہین کے ساتھ اور نشانوں کے ساتھ مخالفوں کو جواب دیا جا رہا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہوتا کہ مسلمان جہاد کریں تو سب سے بڑھ کر مسلمانوں کو جنگی طاقت دی جاتی اور آلاتِ حرب کی ساخت اور استعمال میں ان کو بہت دسترس عطا کی جاتی مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ مسلمان بادشاہ اپنے ہتھیار یورپ کے لوگوں سے خرید کر لیتے ہیں۔ تم میں تلوار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہی نہیں کہ تم تلوار کا استعمال کرو۔ سچی تعلیم اور معجزات کے ساتھ اب اسلام کا غلبہ ہوگا۔ میں اب بھی نشان دکھانے کو تیار ہوں۔ کوئی پادری آئے اور چالیس روز تک میرے پاس رہے، تلواروں کو تو زنگ بھی لگ جاتا ہے پر نشانات کو جو تازہ ہیں، کون زنگ لگا سکتا ہے۔

اسلام کے واسطے ایک انحطاط کا وقت ہے۔ اگر ہمارا طریق ان لوگوں کو پسند نہیں تو فتح اسلام کے واسطے کوئی پہلو یہ لوگ ہم کو بتلائیں ہم قبول کر لیں گے۔ اب تو ہر ایک عقلمند نے شہادت دے دی ہے کہ اگر اسلام کی فتح کسی بات سے ہو سکتی ہے تو وہ یہی بات ہے۔ یہاں تک کہ عیسائی خود قائل ہیں کہ وفاتِ مسیح کا یہی ایک پہلو ہے جس سے عیسوی مذہب بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ عیسائیت کو چھوڑ دیں گے تو پھر ان کے واسطے بجز اس کے اور کوئی دروازہ نہیں کہ اسلام کو قبول کریں اور اس میں داخل ہو جائیں۔ یہی ایک راہ ہے۔ اگر کوئی دوسری راہ کسی کو معلوم ہے تو اس پر فرض ہے کہ اس کو پیش کرے بلکہ اس پر کھانا پینا حرام ہے جب تک اس پہلو کو پیش نہ کر لے۔

اے مسلمانو! سوچو۔ اس میں تمہارا کیا حرج ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گیا۔ کیا تمہارا پیارا نبی فوت نہیں ہو گیا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے نام پر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ عیسیٰ کی وفات کا نام سن کر تمہیں کیوں غصہ آتا ہے؟

میرا مطلب نفسانیت کا نہیں۔ میں کوئی شہرت نہیں چاہتا۔ میں تو صرف اسلام کی ترقی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے دل کو خوب جانتا ہے۔ اسی نے میرے دل میں یہ جوش ڈال دیا میں اپنی طرف سے بات نہیں کہتا۔ پچیس برس سے خدا تعالیٰ کا الہام مجھ سے یہ بات کہلا رہا ہے اسی زمانہ کا یہ الہام ہے اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o (سورۃ الرحمٰن 55: 2-3)۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ مجرم علیحدہ ہو جائیں۔ اور راستباز علیحدہ ہو جائیں۔ میرے پر حملہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ بصیرت والا اپنی بصیرت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی صادق طالب حق ہے تو میرے پاس آوے۔ میں تازہ تر نشان دکھاؤں گا۔ کیا میں اس قدر یقین کو ترک کر کے تمہاری ظنی باتوں کے پیچھے پڑ جاؤں۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی۔ نشانوں کے ساتھ اپنے مخاطبات اور مکالمات کے ساتھ اس کی صداقت پر مہر لگا دی وہ تمہاری خیالی باتوں کو کیا کرے؟ اگر تم اس قدر باتوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لا سکتے تو اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لا (سورۃ الانعام 136) تم اپنی جگہ کام کرو، میں اپنا کام کرتا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچا کون ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 201-206۔ ایڈیشن 1984ء)

## قطعاتِ عبدالکریم قدسی

ہر جام میں یہ ظرف طلب گارے نہ تھی
پھر بھی جو آج صورتِ حالات ہے نہ تھی
یہ زعم تھا کہ کون و مکاں دسترس میں ہیں
آنکھیں کھلیں تو ذات کی منزل بھی طے نہ تھی

میں جانتا ہوں تجھے تیری گفتگو کے سبب
لکھا ہوا دکھا مجھ کو اپنا شجرۂ نسب
توقع دوستی کی رکھ نہ ہم فقیروں سے
دراز ہم سے ہوا ہے نہ ہوگا دستِ طلب

## متقی کی بعض دعاؤں کے پورا نہ ہونے کی حکمت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دعاؤں کی قبولیت کا فیض ان لوگوں کو ملتا ہے، جو متقی ہوتے ہیں۔ اب میں بتاؤں گا کہ متقی کون ہوتے ہیں۔ مگر ابھی میں ایک اور شبہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں۔ بظاہر اُن کی بعض دعائیں اُن کے حسبِ منشا پوری نہیں ہوتی ہیں، یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اُن لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی، لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے، جو اُس کے واسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو ایک خوبصورت اور نرم شے سمجھ کر پکڑنے کی جرأت کرے یا آگ کو روشن دیکھ کر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے، تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو۔ کبھی پسند کرے گی کہ اُس کا بچہ سانپ کو پکڑے یا اپنی خواہش کے موافق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اُس کی زندگی کو گزند پہنچائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب اور عالم الکل ہے اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم کریم ہے اور ماں کے دل میں بھی یہ رأفت اور محبت اسی نے ڈالی ہے وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اُس کا عزیز اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے لئے دعا کر بیٹھے جو اُس کے حق میں مضرت بخش ہے تو وہ اُس کو فی الفور منظور کر لے۔ نہیں بلکہ وہ اُس کو رد کر دیتا ہے اور اُس کے بجائے اُس سے بھی بہتر اُس کو عطا کرتا ہے اور وہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اپنی غلطی پر بھی اُس کو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بھی بعض دعا قبول نہیں ہوتی۔ نہیں، اُن کی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں جو اُن کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اُس دعا کے بدلہ میں اُن کو وہ چیز عطا کرتا ہے، جو اُن کی شئے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔"

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 378)

# مناجات

مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب، لندن

"اب انتظامِ دفعِ بلیات چاہئے
اپنے خدا سے روز ملاقات چاہئے
ہے ان دنوں احاطۂ آفات میں زمیں
اب اہتمامِ خاص عبادات چاہئے
دھرتی سے آج کل ہوا آکاش بھی نراش
اب رُت جگا برائے مناجات چاہئے
سہمے ڈرے ہوئے ہیں سبھی ساکنانِ ارض
ہونی وبائے خوف کو اب مات چاہئے
اللہ تیری ذات ہے رحمان اور رحیم
چوکھٹ سے تیری خیر کی خیرات چاہئے
مسموم ہوگئی ہے بہت ہی ہوائے دہر
کافور و زنجبیل کی سوغات چاہئے
مرجھا رہے ہیں پھول اور کلیاں اداس ہیں
گلشن میں اب بحالیٔ حالات چاہئے
دن چاہئے جو دین کی خدمت میں ہو بسر
اور قدر والی رات جیسی رات چاہئے
مانا گنہگار ہیں بندے تیرے تو ہیں
بس عفو تجھ سے دافعِ آفات چاہئے
کشکول ہیں دعاؤں کے مولیٰ ہمارے ہاتھ
نظرِ کرم اے صاحبِ شفقات چاہئے
تو کُـــــن کہے تو قادرا نہونیاں بھی ہوں
تیرا یہی سلوکِ کرامات چاہئے
آدم کو جو سکھائے تھے سا انہیں کی پھر
اے ربِ کائنات شروعات چاہئے
ناچیز اِک حقیر سا بندہ ہوں میں ظفرؔ
سر پہ ترا امان والا ہات چاہئے

# وبائی امراض کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط حضرت خلیفہ نوردین جمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

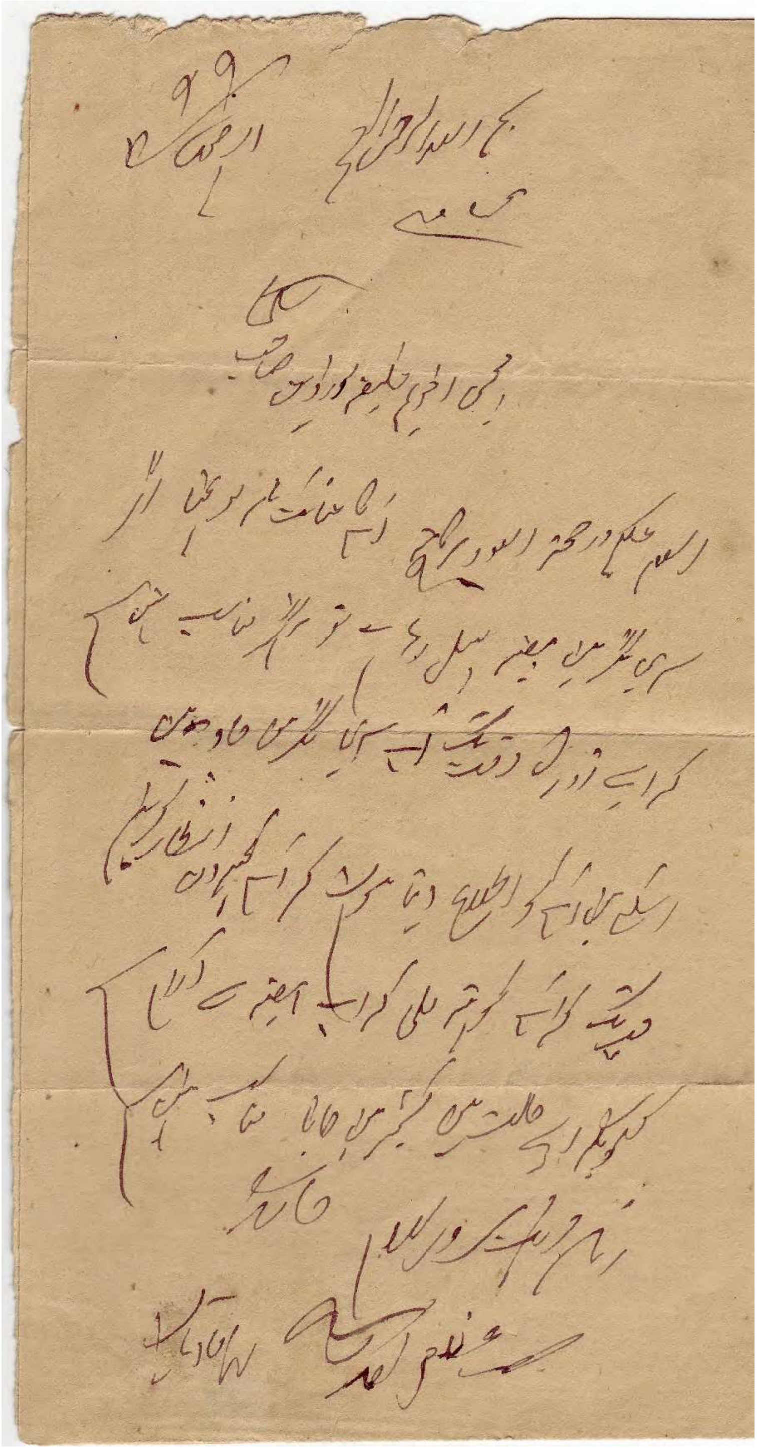

اپریل ۹۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجی اخویم خلیفہ نوردین صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا اگر سری نگر میں ہیضہ پھیل رہا ہے تو ہرگز مناسب نہیں ہے کہ ایسے زور کے وقت میں آپ سری نگر جاویں۔

اس لئے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کچھ دن انتظار کریں جب تک کہ آپ کو پتہ ملے کہ اب ہیضہ سے آرام ہے۔

کیونکہ ایسے حالات میں کشمیر جانا مناسب نہیں ہے

زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد۔ از قادیان

قسط چہارم

# دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

## بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

پھر فرمایا موعظہ حسنۃ سے کام لو۔ موعظہ حسنۃ کا مطلب یہ ہے کہ اس دعوت الی اللہ میں کوئی بھی بحث نہیں، کوئی مجادلہ نہیں، ایک یک طرفہ بات ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ قرآنِ کریم بحث و تمحیص کو سب سے آخر پر نمبر دیتا ہے۔ سب سے پہلے حکمت کو رکھا۔ حکمت سے جب آپ فضا تیار کر لیتے ہیں، ماحول پیدا ہو جاتا ہے، تو پھر کیا کرنا ہے؟ فرمایا پھر موعظہ حسنہ سے کام لو۔ موعظہ حسنۃ، دلیل سے علاوہ ایک ایسی صاف اور سچی اور پاکیزہ نصیحت ہوتی ہے جو اپنے اندر ایک دلکشی رکھتی ہے اور اس کا کسی فرقہ ورانہ اختلاف سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ براہِ راست دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کر جاتی ہے۔ ...

اس لئے قرآنِ کریم کہتا ہے کہ بحث میں جلدی نہ کیا کرو حکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ شروع کرو تا کہ لوگ جان لیں کہ تم ان کے ہمدرد اور سچے ہو۔ لوگ سمجھ جائیں گے کہ تمہیں صرف اپنی ذات میں دلچسپی نہیں ان کی ذات میں بھی دلچسپی ہے۔ ...

پھر فرمایا: اب تم تیار ہو جا، تمہارا پورا حق ہے کہ تم اپنی پوری قوت اور پوری شدت کے ساتھ ان سے لڑنے والوں کا مقابلہ کرو، لیکن مقابلہ جبر سے نہیں کرنا۔ فرمایا جادلھم بالتی ھی احسن اب بھی بدی کے ساتھ مقابلہ حسن کا ہی ہوگا۔ وہ بدی لے کر آئیں گے تم نے اس کی جگہ حسن پیش کرنا ہے۔ وہ تمہاری برائی چاہیں گے تم ان کی اچھائی چاہو گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 فروری 1983ء بحوالہ خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 122-124)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

# COVID-19 کی عالمی وبا

مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب، ریجائنا

دسمبر 2019ء میں چین کے صوبہ ووہان (Wuhan) میں ڈاکٹروں نے کچھ ایسے نمونیا کے مریض دیکھے جن کی وجہ ایک نیا وائرس تھا۔ ماہرینِ وبائیات نے اس وائرس کے آغاز کا سراغ ایسی مارکیٹ میں پایا جہاں زندہ اور مردہ جانوروں کا کاروبار ہوتا تھا۔ اُن کی تحقیق کے مطابق ایک وائرس جو صرف جانوروں میں تھا مگر اب چمگادڑ سے انسانوں میں بھی آ گیا ہے اور انسانوں کو نمونیا کی صورت میں متاثر کرنے لگا ہے۔ یہ وائرس اسی قسم کا وائرس ہے جس نے 2002ء میں Severe Acute Respiratory Distress یا SARS کی صورت میں ایک وبا پھیلائی تھی۔ SARS کی وبا کا آغاز بھی چین کی ایک مارکیٹ سے ہوا تھا جہاں زندہ اور مردہ جانوروں کا کاروبار کیا جاتا تھا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) نے اس وائرس کو SARS-CoV-2 وائرس کا نام دیا اور اس سے ہونے والی بیماری کو COVID-19 کا نام دیا۔

اس سے پہلے 2002ء میں SARS اور 2012ء میں Middle East Respiratory Syndrome یا MERS کی صورت میں کورونا وائرس وبائیں پھیلا چکا تھا۔ لیکن وہ قدرے کم مہلک ثابت ہوئیں۔ 2012ء میں SARS کی وبا میں شرح اموات 9-10 % تھی۔ جب کہ MERS کی وبا میں شرح اموات 36% تھی۔ لیکن اس کے باوجود SARS کی وبا میں 6,903 افراد متاثر ہوئے اور 495 اموات ہوئیں۔ اور MERS کی وبا میں 1,465 افراد متاثر ہوئے۔ اور 300 سے 500 اموات ہوئیں۔ اس کے مقابلے میں COVID -19 کی شرح اموات صرف ایک فی صد ہے۔ لیکن چونکہ یہ وائرس انتہائی سرعت کے ساتھ تمام دنیا میں پھیل گیا اور ایک بہت بڑی تعداد میں اب تک ساڑھے سات ملین سے زائد افراد متاثر ہوئے جس کے نتیجے میں سوا چار لاکھ سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔

## بیماری کی منتقلی اور پھیلاؤ

SARS-CoV-2 سے متاثر افراد کھانسی اور چھینک کے ذریعے وائرس کو پھیلانے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ کھانسنے اور چھینکنے کے نتیجے میں وائرس چھوٹے چھوٹے قطروں کی صورت میں تقریباً چھ فٹ کے فاصلے تک پھینکا جاسکتا ہے جہاں وہ مختلف چیزوں کی سطح پر کئی دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ جب دوسرا انسان اس سطح کو ہاتھ لگا کر اپنے چہرے کو ہاتھ لگاتا ہے تو وہ متاثر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی متاثرہ شخص کے قریب کھڑا ہو تو کھانسنے یا چھینکنے سے وائرس اس کے چہرے پر پڑ سکتا ہے اور اس کو متاثر کر سکتا ہے۔

اگر سماجی فاصلہ نہ رکھا جائے تو اندازے کے مطابق ہر متاثر فرد مزید 2.2 افراد کو متاثر کرتا ہے اور ہر سات دن کے بعد مریضوں کی تعداد دگنی ہو جاتی ہے۔

## بیماری کے آثار

متاثر ہونے کے بعد کئی لوگوں میں بیماری کی کوئی علامات نہیں پیدا ہوتیں۔ ایسے لوگ بیماری کے پھیلانے میں ایک خاص کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ اُن کو بھی اور اُن کے اردگرد والوں کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ یہ شخص وائرس سے متاثر ہے اور لوگ احتیاطی تدابیر نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص انجانے میں وائرس کی منتقلی کا باعث بن رہا ہوتا ہے۔

باقی لوگوں میں ایک سے چودہ دن تک بیماری کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ بخار، کھانسی، تھکان اور جسم میں درد اس بیماری کی عام علامات ہیں۔ کچھ لوگوں کو سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے جو اس قدر بڑھ سکتی ہے کہ وہ جسم کو آکسیجن نہیں پہنچا سکتے۔ ان مریضوں کو ہسپتال داخل ہونا پڑتا ہے اور آکسیجن لگائی جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ مریضوں میں مرض کی شدت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ انہیں Intensive Care Unit میں مصنوئی تنفس کے لئے Ventilator پر ڈال دیا جاتا ہے۔

اب تک کورونا وائرس کا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا ہے البتہ حال ہی میں ایک دوا Remdesivir کی منظوری دی گئی ہے جو بیماری کی مدت کو کسی قدر کم کر دیتی ہے۔ اس دوا کا تجربہ ابھی صرف ان مریضوں پر کیا گیا ہے جن کو شدید مرض تھا اور جو Intensive Care Unit میں داخل تھے۔ کیا یہ دوا کم شدت کے مریضوں کو بھی فائدہ دے سکتی ہے اس پر تحقیق جاری ہے۔

جیسے جیسے اس مرض پر تحقیق ہو رہی ہے اس مرض کی نئی علامات سامنے آ رہی ہیں۔ سونگھنے اور چکھنے کی صلاحیت کا فقدان ایک ابتدائی علامت کے طور پر سامنے آیا ہے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کورونا وائرس صرف پھیپھڑوں پر ہی حملہ نہیں کرتا بلکہ دل پر بھی حملہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خون کے جمنے کی وجہ سے مختلف اعضا متاثر ہو سکتے ہیں۔

بڑی عمر کے افراد میں مرض کی شدت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بلڈ پریشر، شوگر، دل، اور پھیپھڑوں کے مریضوں میں بھی مرض زیادہ شدت سے حملہ کرتا ہے۔

## مرض سے بچاؤ

SARS-CoV-2 کے وائرس کو زندہ رہنے اور بڑھنے کے لئے کسی جاندار کے خلیوں میں داخل ہو کر ان خلیوں کی مشینری کا استعمال کرنا لازم ہے۔ اگر وائرس کو کسی جاندار کے خلیوں تک رسائی نہ ملے تو وائرس مر جاتا ہے۔ اسی لئے WHO نے اور مختلف حکومتوں نے سماجی فاصلہ پر زور دیا ہے۔ ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھوتے رہنا چاہئے خاص طور پر کسی ایسی سطح کو ہاتھ لگانے کے بعد جس پر وائرس کے موجود ہونے کا خدشہ ہو مثلاً Elevator کے Button یا Public کی جگہوں پر دروازوں کے ہینڈل وغیرہ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ جب تک ہاتھ اچھی طرح سے صابن سے دھو نہ لئے جائیں چہرے کے کسی حصے کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔

(باقی صفحہ 37)

# احادیث نبویہ ﷺ میں خوراک کے ضیاع کے بارہ میں ہدایات

## اِس دَور میں زیادہ اہم کیوں ہیں؟

مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

آنحضرت ﷺ کی مبارک احادیث میں کھانے پینے کے متعلق جو اصولی راہنمائی پائی جاتی ہے اس میں سے بعض ہدایات نیچے درج کی جاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کھانا کھاتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے اور آپؐ فرماتے تھے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس کا گندہ حصہ علیحدہ کرے اور اُسے کھالے اور اُسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ اور آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پونچھ لیں رکابی کو اور فرماتے تھے کہ تم نہیں جانتے کس کھانے میں تمہارے لئے برکت ہے۔

(جامع ترمذی. کتاب الاطعمة، باب مَا جَاءَ فِي اللُّقمَةِ تَسقط۔ حدیث نمبر 1803)

اور جامع ترمذی کے اسی باب میں مذکور اگلی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم درج ہے کہ جو کسی برتن میں کھائے تو اسے پونچھ لے۔

سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث مذکور ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا۔ آپؐ نے اُسے اٹھایا اور پونچھا اور کھا لیا۔ اور فرمایا کہ اے عائشہ! عزت والی چیز کو عزت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رزق جب کسی قوم سے چلا گیا تو اُس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔

(سنن ابن ماجه. کتاب الاطعمة، باب نهی عن القاء الطعام)

رزق کی قدر کرنے کے بارہ میں صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر کھانا تناول فرمایا۔ اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا:

روٹی، گوشت اور خشک اور تر کھجوریں ۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارہ میں سوال ہوگا۔

(صحیح ابن حبان. کتاب الاطعمة، ذکر الامر بتحمید الله جل و علا عند الفراغ من الطعام علی من اسبغ و افضل و انعم)

اور سامنے موجود کھانے کو آخر تک ختم کرنے کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یقیناً کھانے کے آخری حصے میں برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان . کتاب الاطعمة،باب ذکر الامر للمرء بلعق الاصابع للاکل قبل مسحها بالمندیل ضد القول من تفذره)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان پر کھانے کے بچ جانے والے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بھی ضائع نہ کرنے کے بارہ میں یہ ہدایات عطا فرمائیں۔

جو دسترخوان پر ریزوں کو تلاش کرے گا، اُس کی بخشش کر دی جائے گی۔

(کنزالعمال. جلد 8،صفحہ 118. اردو ترجمہ از دارالاشاعت)

روٹی کی قدر کرو۔ کیونکہ اللہ نے اُسے آسمان کی برکتوں سے اتارا اور زمین کی برکتوں سے نکالا ہے۔ جو دسترخوان کے ریزے کھائے گا اُس کے گناہ معاف ہوں گے۔

(کنزالعمال. جلد8،صفحہ120. اردو ترجمہ از دارالاشاعت)

اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پر کھانے کو ضائع نہ ہونے دینا، اولاد کی تربیت کا بھی عمدہ ذریعہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے دسترخوان کے ریزے کھائے وہ وسعت کی زندگی گزارے گا اور اپنے بیٹے اور پوتے میں حماقت سے محفوظ رہے گا۔

(کنزالعمال. جلد 8،صفحہ 123. اردو ترجمہ از دارالاشاعت)

مندرجہ بالا احادیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوراک ضائع نہیں کرنی چاہئے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کا حساب لیا جائے گا۔ جو توجہ سے خوراک کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے تو یہ فعل اُس کے لئے بخشش اور خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔ اِن ارشادات کی ایک واضح حکمت تو یہ ہے کہ خوراک بہرحال اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، جسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن اِس دور میں جب کہ ہر قسم کے اعداد و شمار جمع ہو رہے ہیں اور کسی بھی چیز کا جائزہ لینا پہلے کی نسبت بہت آسان ہو چکا ہے، یہ جائزہ لینا ضروری ہے اس طرح اگر خوراک کو ضائع ہونے سے بچایا جائے تو اس کے کیا عالمی اثرات ہو سکتے ہیں؟ یا دوسری صورت میں اگر خوراک کو ضائع ہونے دیا جائے تو اس کے دنیا پر کیا اثرات پڑ سکتے ہیں؟

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مختلف مراحل میں اندازاً ہر سال دنیا میں کتنی خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ خوراک کے عالمی ادارے FAO Food and Agriculture Organization کے اندازے کے مطابق ہر سال دنیا میں 1.3 ارب ٹن خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اُسے بچا کر استعمال میں لانا ممکن ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال دنیا بھر میں جتنی خوراک لوگوں کے پیٹ میں جانے کی بجائے ضائع ہو جاتی ہے وہ دنیا بھر کی خوراک کی پیداوار کا ایک تہائی ہے۔ اِس کی قیمت 2.6 کھرب امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ یہ مقدار اتنی ہے کہ دنیا بھر میں جن لوگوں کو صحیح خوراک میسر نہیں، نہ صرف ان لوگوں کو کھلانے کو کافی ہے بلکہ اگر اُن سے چار گنا زیادہ تعداد میں لوگ دنیا میں بھوکے ہوں تو اُن کا پیٹ بھرنے کے لئے بھی کافی ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ اِس وقت بھی دنیا میں اتنی خوراک پیدا ہو رہی ہے جو کہ دنیا میں موجود آبادی کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ لیکن یہ خوراک اتنی زیادہ مقدار میں ضائع ہو جاتی ہے کہ دنیا میں 81 کروڑ سے زائد افراد پوری طرح اپنا پیٹ نہیں بھر سکتے۔

یہ صورت حال واضح ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ خوراک ضائع کر رہا ہے اور دوسرا کم از کم مطلوبہ خوراک سے بھی محروم ہے۔اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2018ء میں دنیا میں پانچ سال سے کم عمر بچوں میں 21.9 فیصد بچوں کا قد خوراک کی کمی کے باعث چھوٹا رہ گیا تھا۔جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ بچوں کا قد عمر سے چھوٹا تھا۔اور 7.3 فیصد بچوں کا وزن قد کی نسبت سے چھوٹا تھا۔دوسری انتہا یہ تھی کہ پانچ سال سے کم عمر بچوں میں سے 5.9 فیصد بچے موٹاپے کا شکار تھے۔دنیا کے تین خطے ہیں جہاں پر خوراک کی کمی کی وجہ سے بچوں میں چھوٹے قد کا مسئلہ زیادہ سنگین ہے اور یہ خطے جنوبی ایشیا، مشرقی افریقہ اور وسطی افریقہ ہیں۔ایسے پانچ بچوں میں سے دو جنوبی ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

(Levels and trends in child malnutrition UNICEF / WHO / World Bank Group Joint Child Malnutrition Estimates 2019)

خوراک کی پیداوار کا بہت سا حصہ کھیتوں میں جمع کرتے ہوئے یا خوارک کی ترسیل اور پیکنگ کے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔اور جو صنعت کھانے پینے کی اشیا کو کھانے والوں یعنی صارفین کو فراہم کرتی ہے وہ بھی بڑی حد تک اس ضیاع میں حصہ دار ہے۔کئی ممالک میں تو اِس ضمن میں سائنسی خطوط پر اعداد و شمار جمع نہیں کئے گئے۔مگر ایک تحقیق کے مطابق سویڈن میں فوڈ سروس انڈسٹری کھانے پینے کی جو اشیا خریدتی ہے، اس میں سے بیس فیصد ضائع کر دیا جاتا ہے۔امریکہ میں پرچون کی سطح پر کھانے پینے کی اشیا کا 19 فیصد ضائع جاتا ہے۔کم وسائل والے ممالک بھی خوراک کے ضیاع میں امیر ممالک سے کچھ زیادہ پیچھے نہیں ہیں۔ایک طرف دنیا کے کروڑوں افراد بھوکے ہوں اور دوسری طرف اس سنگدلی سے خوراک ضائع کی جا رہی ہو، یہ ایک المیہ نہیں تو کیا ہے؟

امریکہ میں کینساس سٹیٹ یونیورسٹی نے اپنے طلباء میں دو مرتبہ یہ جائزہ لیا کہ کتنے فیصد طلباء اپنی ٹرے میں کھانے کی اشیا چھوڑ دیتے ہیں؟ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ناشتہ میں 49 فیصد، دوپہر کے کھانے میں 55 فیصد اور رات کے کھانے میں 35 فیصد طلباء کھانے کی اشیا مکمل طور پر کھائے بغیر، چھوڑ دیتے ہیں۔اس تحقیق کے مطابق دنیا میں باقی مراحل پر جو غذا ضائع جاتی ہے وہ تو ضائع جاتی ہے صرف پلیٹوں کے اندر بھی 6 فیصد سے کچھ زائد خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔اور یہ ابھی سب سے کم اندازہ ہے۔دوسری تحقیقات کے مطابق یونیورسٹی کے کھانے کے مقام پر 11 سے 30 فیصد خوراک پلیٹوں میں ضائع ہو جاتی ہے۔

(Quantifying Food Plate Waste: Case Study of a University Dining Ochieng'Allan Alooh)Facility by

Lahore University of Management Science نے لاہور کے ریستورانوں میں تحقیق کی کہ کتنی خوراک ضائع کی جاتی ہے۔اِس تحقیق کے مطابق ان مقامات پر خوراک کی تین بڑی وجوہات ضرورت سے زیادہ کھانا تیار کرنا، کھانا کھانے والوں کا کھانے کو ضائع کرنا اور کھانے کا سڑ جانا ہیں۔اس تحقیق کے مطابق جتنا مہنگا ریستوران ہوگا، اُتنا ہی یہ امکان زیادہ ہوگا کہ ضرورت سے زیادہ کھانا تیار ہونے کی وجہ سے رزق ضائع جاتا ہے۔اور سستے ریستورانوں میں زیادہ تر کھانا اِس لئے ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ کھانے والے پلیٹوں میں کھانا کھائے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔

(Musa Aamir, Huzaifa Ahmad, Qasim Javaid & Syed M. Hasan (2018) Waste Not, Want Not: A Case Study on Food Waste in Restaurants of Lahore, Pakistan, Journal of Food Products Marketing, 24:5, 591-610, DOI: 10.1080/10454446. 2018.1472695)

اس مسئلہ پر دنیا بھر میں تحقیق کی جا رہی ہے کہ خوراک کے اس ضیاع پر کس طرح قابو پایا جائے؟ سب سے پہلے تو کھیتوں میں اناج کے ضیاع پر قابو پانا اور ترسیل کے دوران اور معیار برقرار رکھنے کے نام پر خوراک ضائع ہونے کو روکنا ضروری ہے۔اس بات کی احتیاط کرنی ضروری ہے کہ ضرورت سے زیادہ کھانا نہ پکایا جائے۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو افراد کا کھانا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری . کتاب الاطعمہ، باب طعام الواحد یکفی الاثنین)

اور سب اپنے طور پر یہ مثبت قدم تو اٹھا سکتے ہیں کہ اپنی پلیٹوں میں ضرورت سے زائد کھانا ڈال کر ضائع نہ کریں۔اب مختلف ممالک میں اس بات کے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ گھروں میں جو کھانا بچ جائے اور قابلِ استعمال ہو، وہ فوری طور پر مستحقین تک پہنچایا جائے۔اور جو کھانا پھر بھی بچ جائے وہ کم از کم کھاد بنا کر مفید بنایا جائے۔

## وہ دورِ خزاں کو بھی کرے فصلِ بہاراں

### مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب

بے جان کے جیون کے لئے قاش عطا کی
کچھ حصہ مجھے از رہِ وہ جود و سخا دے

انوار کے جلووں میں ثریا سے وہ اترا
مقصد تھا خلائق کو خدا سے وہ ملا دے

مخلوق کی ہمدری میں یوں فیض رساں ہو
دُکھ درد مٹانے کا وہ نسخہ بھی بتا دے

غوہ عزم ہو پختہ کہ قدم بڑھتے ہی جائیں
منزل پہ پہنچنے کے لئے جان لڑا دے

یہ راز اُسی نے ہے عجب ہم کو بتایا
مقبول دعاؤں کا ثمر ہم کو خدا دے

اندازِ مسیحائی اسے ایسا ملا تھا
دل مُردہ ہو جن جن کا اُسے پھر سے جلا دے

وہ دورِ خزاں کو بھی کرے فصلِ بہاراں
ایمان کی سینوں میں لگن اور لگا دے

حافظؔ ترے دروازے پہ اک ادنیٰ سوالی
خالق میرے ہر جذبے کو بس اپنی رضا دے

## مالی سال اختتام پذیر ہو رہا ہے

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حیرت انگیز مالی نظام قائم ہے اور ان مالی قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اموال اور نفوس میں روز بروز غیر معمولی برکتیں عطا فرما رہا ہے۔الحمدللہ۔چندہ عام یا وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں۔ان چندہ جات کی بابرکت تحریک خود سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاری فرمائی ہے۔

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہمارا مالی سال اس ماہ کے آخر میں ختم ہو رہا ہے۔بعض احباب نے ابھی تک لازمی چندے ادا نہیں کئے اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد لازمی چندہ جات ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ن

خالد محمود نعیم نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا

# اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

مکرم سید میر قمر سلیمان صاحب

آج ہر اک ملک کے لیڈر حکومت میں جو ہیں
اور سب قانون داں ملکی عدالت میں جو ہیں
ہاں وہ سارے منتظم اُس کی نظامت میں جو ہیں
وہ سیاست دان میدانِ سیاست میں جو ہیں

”راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلافِ شہریار“

مَیں جری اللہ ہوں سارے انبیاء کے درمیاں
میں وہ ہوں جس کے لئے اترے نشانوں پر نشاں
کاش تم سمجھو کبھی کیا کہہ رہی ہے یہ زمیں
میری خاطر سن تو لو کیا بولتا ہے آسماں

**”اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح**
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کام گار“

کس میں طاقت ہے کہ وہ روک دے میرے کام
ڈوئی ہو، آتھم ہو، بھٹو ہو کہ وہ ہو لیکھرام
جو ہوا میرے مقابل ہوگیا آخر تباہ
بدھ کو جو ٹکڑے ہوا کیسا تھا اس کا اختتام

”جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار“

جو اہانت میری کرتا ہے یہ ممکن ہی نہیں
اُس کو دے جائے پنہ یہ آسماں یا یہ زمیں
خواہ دنیا میں وہ کتنا ہی معزز کیوں نہ ہو
خاک اُڑ جائے گی اُس کی، ایسا ہوگا بالیقیں

”وہ جو تھے اونچے محل اور جو تھے قصرِ بریں
پست ہوجائیں گے جیسے پست ہو اِک جائے غار“

مجھ کو بھیجا ہے خدا نے بَن کے آیا ہوں نذیر
حملہ آور زور سے ہوگا وہ تم پر اے شریر
میری سچائی کو دنیا دیکھ لے گی ایک دن
خاک میں مل جائیں گے کم خواب و اطلس اور حریر

” رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
صبح کر دی گی انہیں مثل درختانِ چنار“

منبر مسجد ہے اور ہے کس قدر گندی زباں
نفرتیں تیرا عمل اور گالیاں تیرا بیاں
دیکھ اب بھی باز تو آجا وگرنہ یاد رکھ
میری نصرت کے لئے آنے ہی والا ہے نشاں

”اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کنار“

ساتھ اپنے قوم کو بھی لے کے ڈوبے گا کہیں
تُو جو کرتا ہے مرا انکار اے ذاتِ لعیں
تجھ پہ آئے گی تباہی در تباہی دیکھنا
ہر طرف سے تنگ ہوجائے گی تجھ پر یہ زمیں

”یک بیک اک زلزلے سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار“

تونے مجھ کو گالیاں دیں اور لگائے اتہام
بدگمانی اب تو تیری بڑھ گئی حد سے تمام
افترا و کذب پر خود تجھ کو پکڑے گا خدا
ایک اک فقرے پہ تیرے لے گا میرا انتقام

”یہ گماں مت کر یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار“

تُونے دیکھے ہیں مری سچائی کے کتنے نشاں
چاند سورج کی گواہی دے رہا ہے آسماں
پھر بھی یہ ضد ہے کہ لاؤ اور دکھلاؤ ہمیں
رہ گیا اب تو فقط تیری تباہی کا نشاں

” صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار“

# قرنطینہ اور اس میں چند سبق

مکرم مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؓ خالدِ احمدیت کے رشحاتِ قلم

نوٹ: از ایڈیٹر رسالہ مصباح قادیان۔1931ء میں محترم مولانا ابوالعطا جالندھری صاحب تبلیغ اسلام کے لئے فلسطین تشریف لے گئے، ان دنوں بصرہ (عراق) میں ہیضہ کی وبا پھیل گئی تھی، آپ کا گزر بھی چونکہ بصرہ سے ہوا اس لئے آپ کو کچھ ایام قرنطینہ میں رہنا پڑا۔ بعد میں آپ نے اس کے متعلق ایک مضمون لکھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

(مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ مضمون بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ تو حضور انور نے اس پر رقم فرمایا۔ ’’بڑا دلچسپ انداز ہے۔ بڑی گہری سوچ رکھنے والے تھے ہمارے بزرگ۔ اسے الفضل کو اشاعت کے لئے دے دیں۔‘‘ ایڈیٹر)

میں ہندوستان سے فلسطین کے لئے براستہ عراق اور شام آیا ہوں، اس راستہ کے لئے کراچی سے بصرہ تک جہاز پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ بصرہ سے بغداد تک ریل ہے۔ بغداد سے دمشق، بیروت ہوتے ہوئے بذریعہ موٹر حیفا پہنچتے ہیں۔ میں 16۔اگست (1931ء) کراچی سے جہاز پر سوار ہوا اور 20۔اگست کو بصرہ پہنچ گیا۔ بصرہ میں ہیضہ پھوٹ چکا تھا، اس لئے بندرگاہ پر اترنے سے قبل دو ٹیکے لگوانے ضروری تھے، میں نے ایک ٹیکہ کراچی میں لگوایا تھا اور ایک جہاز میں۔ بغداد کے مسافروں کو بصرہ جانے کی اجازت نہ تھی۔ میں بندرگاہ سے سیدھا ریلوے سٹیشن پر آیا اور بغداد پہنچ گیا۔ بصرہ کا ہیضہ آئندہ سارے قرنطینہ کی بنا ٹھہرتا ہے محض اس بنا پر کہ یہ مسافر بصرہ کی ہوا کے قریب سے گزرا ہے۔ عراق حکومت نے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کم از کم پانچ دن بغداد بھی ٹھہرے، اس کے بعد دائرۃ الصحت (Health Department) کی طرف سے اسے جانے کی اجازت ملتی ہے۔ میں اپنے حالات کے ماتحت قریباً نو دن کے بعد طبی سرٹیفکیٹ لے کر روانہ ہوا لیکن جب یکم ستمبر کو دمشق پہنچا تو وہاں ایک دن کے لئے ٹھہرایا گیا اور انہوں نے امتحان کے بعد سرٹیفکیٹ دیا کہ ہیضہ کے جراثیم یا اثر نہیں ہے۔ حدودِ فلسطین پر پھر روک لیا گیا کہ امتحان دو دفعہ ہونا ضروری تھا، نیز وہ فرنچ حکومت کا امتحان ہے، ہم از خود امتحان کریں گے اس لئے مجبوراً حیفا کے قرنطینہ میں ایک ہفتہ کے قریب ٹھہرا اور دو دفعہ امتحان ہوا اور طبی تصدیق کے بعد 8 ستمبر کو منزل مقصود پر پہنچا، الحمدللہ۔

قرنطینہ کیا ہے؟ ہر حکومت کسی وبائی علاقہ کے باشندے یا اس سے گزرنے والے کو اپنے علاقہ میں داخل کرنے سے پہلے اطمینان کرتی ہے کہ اس پر اس مرض کا تو کوئی اثر نہیں۔ دراصل اسی اطمینان کی خاطر ٹھہرانے کا نام قرنطینہ ہے اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جس مقام پر اس غرض سے رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ قرنطینہ (Quarantine) کو عربی میں حجر صحی اور محجر صحی کہتے ہیں۔ مجھے دو مقام میں قرنطینہ میں ٹھہرنا پڑا ہے، مجھے معلوم ہے کہ اس جگہ انسان کی کیا حالت ہوتی ہے، کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہوتی، نہ کوئی چیز لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ حیفا میں احباب جماعت اور مولانا جلال الدین صاحب ملنے کی خاطر آئے مگر مصافحہ کرنے کی بھی اجازت نہ تھی، جنگلہ کے باہر سے ہی السلام علیکم کر کے چلے گئے۔ کھانے کا بھی انتظام اچھا نہیں ہوتا اور پھر لطف یہ کہ اس کھانے کے اخراجات بھی وصول کئے جاتے ہیں۔ قصہ مختصر قرنطینہ چند روز کے لئے قید تنہائی ہوتی ہے اور اگر اسلامی رنگ میں سمجھا جاوے تو اعتکاف کی عبادت کی تمدنی شکل ہے۔

☆ قرنطینہ میں پہلی بات یا پہلا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ قرنطینہ پر جو جھنڈا لگایا جاتا ہے وہ زرد رنگ کا ہوتا ہے اور یہ گویا مریضوں کے مقام کی علامت ہے، احادیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود نازل ہوگا تو دو زرد چادروں میں ہوگا۔

علم تعبیر میں اس سے مراد دو بیماریاں ہیں لیکن قرنطینہ کے جھنڈے کا یہ رنگ ظاہری طور پر بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اے کاش! ہمارے مخالف سمجھیں۔

☆ دوسرا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کو صحبت بد سے ضرور بچنا چاہئے، اب دیکھئے میں بصرہ میں داخل بھی نہ ہوا لیکن محض اس کی حدود میں سے گزرنے کا یہ نتیجہ بھگتنا پڑا، خوب فرمایا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ

(سورۃ ہود 114:11)

(ترجمہ: اور اُن لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں آگ آ پکڑے گی۔ ناقل)

☆ تیسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جب دنیاوی حکومت اپنے ملک میں داخلہ کے لئے اتنی احتیاط کرتی ہے تو روحانی اور آسمانی حکومت کے ہاں کتنی احتیاط ہوگی۔ دنیا کے انسانوں کو تو لوگ دھوکہ بھی دے لیتے ہیں مگر وہ خدا جس کی انسان کی قلبی گہرائیوں تک نگاہ ہے اس کی نگاہ سے بے احتیاط کہاں تک بچ سکتا ہے۔

☆ چوتھا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ نئی سلطنت میں داخل ہونے سے پہلے امتحان اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے تاکہ پوری صفائی ہو جائے، اسی طرح مرضِ کفر کو چھوڑ کر جب انسان ایمانی سلطنت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ ابتلاؤں سے گزرے تا اس کا تنقیہ ہو جاوے اور رجس و کدورت سے پاکیزگی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لے، فرمایا:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ○ (سورۃ العنکبوت 3:29)

(ترجمہ: کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے۔ ناقل)

☆ پانچواں سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ ابتدائی تکلیف دراصل انسان کی اپنی ذات کے لئے بھی مفید ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ آسمانی سلسلوں کی مشکلات کو اپنی تباہی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں بلکہ یہ مشکلات تو انسان کو کندن کرنے اور محض اس کی خیر خواہی کی بنا پر ہوتی ہیں۔

(باقی صفحہ 33)

# وباؤں میں احتیاطی تدابیر ازروئے اسلام

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ

آج کل کورونا وائرس خطرناک عالمی وباء کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کے نتیجہ میں دنیا کے 200 سے زائد ممالک میں اب تک سوا چار لاکھ سے زائد افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں اور ساڑھے سات ملین سے زائد لوگ متاثر ہیں۔اور یہ تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔اس جانکاہ حادثہ فاجعہ کے نتیجہ میں تیزی سے رواں دواں دنیا کا پہیہ جام کر رہ گیا ہے اور سارا عالم اس آفتِ آسمانی کے آگے بے بس ہے۔

سائنسی وطبی مشاہدہ و تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ متعدی بیماری ایک دوسرے سے رابطہ، چھوت چھات اور ملاقات کے نتیجہ میں بڑی تیزی سے پھیلتی ہے اس لئے ڈاکٹرز اس سے بچنے کے لئے باہمی خلا ملا کی بجائے ماحول سے الگ تھلگ ہو کر تنہائی اور خلوت اختیار کرتے ہوئے گھروں میں رہنے کی ہدایت دے رہے ہیں اور یہ تجربہ شدہ حقیقت ہر صاحب بصیرت کے لئے قابل فہم ہونے کے ساتھ قابل عمل بھی ہے۔اس لئے مزید قیمتی انسانی جانیں ضائع ہونے سے بچانے کے لئے اس وقت ایسی تمام احتیاطی تدابیر پر عمل کرنا اور کروانا ہر ذمہ دار فرد معاشرہ کے لئے ضروری ہے اور مسلمانوں کے لئے تو یہ فرض ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کا بھی یہی حکم ہے۔

## عالمی وباء اور علمائے کرام

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس نازک موقع پر ہمارے ملک کے بعض مسلمان علماء اپنے دینی نقطہ نظر کے حوالے سے وحدت امت کا نمونہ دکھانے کی بجائے دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔سنجیدہ اہل علم دینی طبقہ تو احتیاطی تدابیر کے حق میں ہے جب کہ مولوی حضرات کا ایک دوسرا طبقہ مذہب کے نام پر ان حفاظتی تدابیر کی مخالفت میں یہ موقف رکھتا ہے کہ حدیث رسولؐ کے مطابق کوئی بھی بیماری متعدی نہیں ہوتی اس لئے نماز جمعہ اور نمازوں پر پابندی نہ لگائی جائے۔حالانکہ بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کے ارشاد نبویؐ کے سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ دراصل اس حدیث میں زمانہ جاہلیت میں پیدا ہونے والے اس مشرکانہ خیال کی تردید تھی کہ مشیتِ الٰہی کے بغیر محض کسی بیمار سے بیماری لگ جاتی ہے۔اور یہ سمجھانا مقصود ہے کہ حقیقی قدرت مسبب الاسباب خدا کو حاصل ہے۔

دوسرے اس حدیث میں زمانہ جاہلیت کے اس وہم کا ازالہ بھی مقصود تھا جو ہر بیماری کو متعدی سمجھنے کے نتیجہ میں ہمدردی کے مستحق مریض کے علاج معالجہ اور اس کی تیمارداری میں مشکلات پیدا کر سکتا تھا۔ورنہ بیماریوں کا متعدی ہونا ایسی بین صداقت ہے جس سے ہمارے سید الحکماء کیسے انکار فرما سکتے ہیں۔تبھی تو اسی حدیث کے دوسرے جملہ میں آپؐ نے بالبداہت متعدی بیماری والے جذامی یعنی کوڑھی سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے۔(صحیح بخاری۔کتاب الطب، باب الجذام) مگر یہ دلچسپ تفصیل اپنی جگہ ایک الگ مضمون کی محتاج ہے جو فی الوقت آئندہ پر چھوڑنا ہوگا۔

بہر حال موجودہ وباء کے دوران پاکستان کے بعض دینی گروہوں نے تو ابتدائی طبی ہدایات کی اہمیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے تبلیغی سفر جاری رکھے اور اپنے میل ملاپ کے نتیجہ میں نیکی سے کہیں زیادہ اس بیماری کو پھیلانے کا باعث بنے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں اسلام کی مبنی بر احتیاط تعلیم نہایت جامع اور مکمل ہے۔جس کی روشنی میں ایک طرف اسلام کا حسین چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موقع ہے تو دوسری طرف اس کے مطابق احتیاطی تدابیر کی مخالفت کرنے والوں کو یہ باور کروانے کی بھی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ نہ صرف اپنی جان کے دشمن ہیں بلکہ ملک وملت کے بھی دوست نہیں اور اگر ان کی اس مخالفانہ روش کے نتیجہ میں کوئی ایک جان بھی ضائع ہوتی ہے تو قرآنی ارشاد کے مطابق عملاً وہ پورے معاشرے کے لئے مہلک ہیں۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ
فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط (سورۃ المائدہ 33:5)

ترجمہ: جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

## حفاظت جان کی قرآنی تعلیم

زندگی خدا کی امانت ہے اس لیے ہر انسان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تو صاف طور پر خود حفاظتی کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ

(سورۃ البقرۃ 196:2)

ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اسی طرح فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (سورۃ النساء 30:4)

ترجمہ: اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

پس موجودہ عالمی وباء کی صورت میں احتیاطی تدابیر سے احتراز (سورۃ المائدہ کی آیت 33 کے مطابق) عملاً اجتماعی خودکشی کے مترادف ہوگا۔اور انفرادی خودکشی ہی اپنی ذات میں ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خودکش شخص کا جنازہ پڑھنا بھی پسند نہیں فرمایا۔

(سنن نسائی۔کتاب الجنائز، ترک الصلاۃ علی من قتل نفسہ)

الغرض اس قرآنی تعلیم کی روشنی میں طبی ہدایات کے مطابق حسب حالاتِ وبا اصولاً اجتماعات سے کنارہ کشی کرتے ہوئے تخلیہ اختیار کرنا لازم ہے۔

## موجودہ متعدی بیماری میں مساجد میں اجتماعی نماز اور جمعہ سے استثنا

بے شک پنج وقت نمازوں اور نماز جمعہ کی باجماعت ادائیگی ایک مسلمان پر فرض ہے لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیم کی لچک کا یہ حسن بیان فرمایا ہے کہ:

وَمَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط

(سورۃ الحج 79:22)

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین میں کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔چنانچہ فرض عبادات خصوصاً احکام روزہ کی ذیل میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز

(سورۃ البقرہ 186:2)

ترجمہ: کہ اللہ تمہاری آسانی چاہتا ہے تمہیں مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

جیسا کہ اپنی جان بچانے کی قرآنی تعلیم کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا:

اِن الدِین یسر

(صحیح بخاری۔کتاب الایمان،باب الدین یسر)

ترجمہ: کہ دین آسانی کا نام ہے۔

اور آپؐ نے اپنے مقرر کردہ امیر حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ہدایت فرمائی کہ:

یسروا ولا تعسِروا

(صحیح مسلم۔کتاب الجھاد والسیر، باب فِی الامرِ بالتیسِیر، وترِ التنفِیر)

ترجمہ: کہ تم لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا اور مشکل پیدا نہ کرنا۔

مسافر کے لئے آنحضرت ﷺ نے جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کر لینے کی رخصت عطا فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجمع باب من قال: لیس علی المسافر جمع)

اسی طرح بارش اور کیچڑ کی صورت میں صلوا فِی الرِحالِ یعنی اپنے ڈیروں یا گھروں میں نماز پڑھ لینے کی ہدایت فرمائی۔

(صحیح بخاری۔کتاب الاذان باب الرخصِ فِی المطرِ والعِلِ ن یصلِی فِی رحلِہِ)

اس حدیث کی تشریح میں علامہ عینی شارح صحیح بخاری نے واضح کیا ہے کہ بے شک یہ سفر کی بات ہے مگر علماء نے اس سے سفر اور بارش کے علاوہ دیگر مختلف عذروں کی وجہ سے بھی جمعہ میں شامل نہ ہونے کی رخصت کا استدلال کیا ہے۔جس میں اپنی یا قریبی عزیز والد وغیرہ کی شدید بیماری یا جنازہ وغیرہ میں شرکت کے متفرق عذر بھی شامل ہیں۔

(ملخص از عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جز6،صفحہ196)

اسی طرح شارح صحیح مسلم علامہ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس حدیث میں بارش وغیرہ کی مجبوری کی بنا پر جمعہ کو ساقط کرنے کی دلیل ہے۔ (شرح النووی علی مسلم۔جز5،صفحہ208)

اسی پر صحابہؓ کا عمل تھا، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش کے ایک موقع پر مدینہ منورہ میں اذان میں حی علی الصلاۃ یعنی نماز پر آؤ کی بجائے یہ الفاظ کہلوائے کہ صلوا فِی بیوتِکم کہ اپنے گھروں میں نماز جمعہ ادا کرو۔اور جب اس پر بعض لوگوں کی طرف سے تعجب کا اظہار کیا گیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی عمل اس ہستی نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔(یعنی نبی کریم ﷺ)

(صحیح بخاری۔کتاب الجمع، باب الرخص ان لم یحضر الجمعۃ فی المطر)

مذکورہ بالا ارشادات سے ظاہر ہے اولوالامر یعنی نظام حکومت یا خلیفۂ وقت اور ان کا مقرر کردہ نظام وباء کے حالات دیکھ کر جب اور جہاں ضروری سمجھیں لوگوں کی سہولت اور حفظانِ صحت کی مجبوری کے پیش نظر نماز جمعہ اور فرض نمازوں کی مسجد میں ادائیگی سے رخصت کے فیصلہ کے مجاز ہیں اور اس کی پابندی لازم ہے کہ عدم تعمیل میں عموم بلویٰ کا خدشہ ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے فی زمانہ جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم پر عامل اور حکام وقت کی اطاعت میں صف اول کی جماعت ہے، موجودہ تشویشناک وبائی صورتحال میں مذکورہ بالا اسلامی تعلیم کی روشنی میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27مارچ2020ء بروز جمعۃ المبارک ازراہِ احتیاط باقاعدہ معمول کا عالمی سطح پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کی بجائے اپنے دفتر سے ایم ٹی اے کے ذریعہ مختصر پیغام نشر کرنے کا فیصلہ فرمایا جس میں اسلامی تعلیم کے علاوہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ حکومتِ وقت کے مفادِ عامہ سے متعلق اس معروف فیصلہ کی تعمیل کی ہدایت فرمائی۔اس کے نتیجہ میں نہ صرف پاکستان کے ہزارہا احمدیوں بلکہ وباء سے متاثرہ ممالک کی کل احمدی دنیا نے اس ارشادِ امام کی تعمیل کر کے ایک شاندار وحدت ملی کا مظاہرہ کیا اور کر رہے ہیں۔جس سے ظاہر ہے کہ آئندہ بدلے ہوئے بہتر حالات میں بھی یہ جماعت اطاعت اور وحدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قیام نماز و جمعہ کے لئے بھی اسی طرح صدقِ دل سے کوشاں اور پیش پیش ہوگی جو وحدت و یگانگت کی ایک اور خوبصورت تصویر ہوگی۔ان شاءاللہ

## اجتماعی توبہ کی ضرورت؟

حیرت ہے کہ ایک طرف وباء کی مصیبت کے پیش نظر فرض نمازوں اور جمعہ کے مساجد میں اجتماعات سے استثنائی رخصت کی مجبوری ہے تو دوسری طرف اس کے برخلاف بعض معروف علماء نے اس وباء کو عذاب الٰہی قرار دے کر توبہ کے لئے قوم یونس کی طرح ایک جگہ جمع ہو کر اجتماعی توبہ کا خلافِ حکمت مشورہ دے ڈالا ہے جب کہ اس بیماری کے پھیلاؤ کا ذریعہ ہی اجتماع ہیں، جن سے توبہ کی ضرورت ہے۔اور قہار خدا کو جو رحمان و رحیم بھی ہے، راضی کرنے کے لئے ہر شخص کو انفرادی طور پر مخلصانہ رنگ میں اپنی اپنی جگہ توبہ و استغفار اور دعا سے کام لینے کا وقت ہے۔موقع محل کی مناسبت سے یہی وہ عمل صالحہ ہے جس کا مومنوں کو حکم ہے۔

دراصل قوم یونس کی اجتماعی توبہ کی وجہ ساری قوم کا مجموعی طور پر خدا کے نبی کو جھٹلانا تھا تو اس قومی گناہ کا مداوا اجتماعی توبہ سے ہی ممکن ہوا۔اگر آج بھی ہم سے کوئی ایسا جرم سرزد ہوا ہے تو بھی عمل صالح کے تقاضا کے مطابق انفرادی محاسبہ اور توبہ سے ہی اس کا علاج ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ o

(سورۃ البقرہ2:223)

ترجمہ: یقیناً اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس ارشاد باری تعالیٰ میں موجودہ وباء میں انفرادی صفائی کی طرف توجہ کے علاوہ یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ ذاتی صفائی اور طہارت تو تخلیہ اور تنہائی میں ہی کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے تو ایسی انفرادی توبہ کیوں محبوب و مقبول نہیں ہوگی۔اصل چیز پوری شرائط کے ساتھ ایسی توبہ ہے جس میں:

i۔ گذشتہ گناہوں پر ندامت کے ساتھ خدا سے معافی مانگی جائے۔

ii۔ سابقہ گناہوں کا ممکنہ ازالہ کیا جائے۔

iii۔ اور آئندہ سے وہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو تو موجودہ حالات میں مخلصانہ انفرادی توبہ ہی زیادہ مؤثر اور مقبول ہوگی۔

بے شک اجتماعی توبہ کا نظریہ نیا نہیں مگر تاریخ شاہد ہے کہ اس کے بے محل استعمال سے غلط نتائج اور نقصانات پہلے بھی ظاہر ہو چکے ہیں۔چنانچہ شارح بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھجری) لکھتے ہیں کہ:

وباء سے نجات کے لئے دعا کرنا منع نہیں لیکن جہاں تک قحط کے وقت بارش کے لئے نماز استسقاء کی طرح ردِ وباء کے لئے اجتماعی دعا کا تعلق ہے تو یہ بدعت ہے۔

764ھجری میں دمشق میں طاعون پھیلی تو اکابر شہر اور لوگ صحرا میں نکل گئے اور انہوں نے اجتماعی دعا اور فریاد کی۔لیکن اس کے بعد طاعون اور زیادہ ہوگئی جب کہ ان کی اجتماعی دعا سے پہلے

اس کا زور کم تھا۔

(بذل الماعون فی فضل الطاعون لابن حجر، صفحہ 328۔329)

مزید برآں علامہ ابنِ حجر اپنا ذاتی مشاہدہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

ہمارے زمانہ میں بھی ایسا ہوا جب 27 ربیع الآخر 833 ھجری میں قاہرہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی۔ جس سے ہر روز مرنے والوں کی تعداد چالیس تھی۔ اعلان کیا گیا کہ لوگ تین دن روزے رکھیں۔ پھر 4 جمادی الاول کو لوگ صحرا کی طرف نکل پڑے جیسا کہ نماز استسقاء میں کیا جاتا ہے۔ اور سب لوگوں نے جمع ہو کر دعا کی اور کچھ وقت وہاں اکٹھے رہ کر واپس آ گئے۔ ایک ماہ بھی نہ گزرا کہ اس اجتماع کے بعد قاہرہ میں اس وباء سے مرنے والوں کی تعداد روزانہ ایک ہزار سے زائد تک جا پہنچی اور پھر یہ اور بڑھ گئی۔ (کیونکہ اجتماع نے تندرست لوگوں کو بھی متاثر کر دیا۔)

(بذل الماعون فی فضل الطاعون لابن حجر صفحہ 328۔329)

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے اس امر کی مزید تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ملک شام میں طاعون عمواس پھیلی۔ خود حضرت عمرؓ نے اسی زمانہ میں جب ملک شام کی طرف سفر اختیار کیا تھا، سرغ مقام پر امرائے لشکر نے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہاں طاعون کی وباء بہت سخت ہے اور طاعون زدہ علاقہ میں حضرت عمرؓ کی تشریف آوری کے بارہ میں اختلاف رائے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ واپسی کی رائے قبول فرمائی۔ بعد میں حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے وباء کے بارہ میں حضرت عمرؓ کے فیصلہ کی تائید میں یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی علاقہ میں وباء کا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جہاں تم ہو اگر وہاں وباء ہو تو وہاں سے اس سے بچنے کے لیے نہ نکلو (تاکہ وباء پھیل نہ جائے۔)

اسی موقع پر اختلاف رائے کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو مدینہ واپسی سے روکتے ہوئے کہا کہ کیا آپؓ خدا کی تقدیر سے بھاگیں گے۔ خلیفہ راشد نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف جائیں گے۔ (یعنی احتیاطی تدبیر اختیار کر کے طاعون سے بچنا چاہیں گے۔)

(صحیح بخاری۔ کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون)

اور بالآخر خلیفہ راشد کا یہ فیصلہ ہی بابرکت ثابت ہوا۔ اور ان ہدایات کی تعمیل کرنے والے سرخرو ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے اسلامی افواج کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو بھی ہدایت فرمائی کہ مسلمانوں کو موجودہ پڑاؤ سے بلند، صاف اور ہوادار جگہ پر لے جائیں۔ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایسی جگہ تلاش کرنے کا کہا۔ مگر اس جگہ سے کوچ کرنے سے قبل بروقت اس تدبیر پر عمل نہ کر سکنے سے طاعون سے وفات پائی۔ (تاریخ ابنِ خلدون۔ جز2، صفحہ 554)

بہر حال یہ بھی ایک الٰہی تقدیر تھی جو منشائے الٰہی کے مطابق غالب آئی جس سے تقدیر کا یہ مضمون بھی خوب کھل کر سامنے آ جاتا ہے جو حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ تدبیر اختیار کرنا بھی دراصل تقدیر الٰہی کا حصہ ہے اور یہ بات انہوں نے دراصل اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے ہی سیکھی، جب ایک صحابی نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اونٹ کو باندھ کر پھر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپؐ نے فرمایا پہلے اونٹ کو باندھو پھر (خدا پر) توکل کرو۔

(جامع ترمذی۔ ابواب صِفِ القِیامِ والرقائقِ والورعِ عن رسولِ اللہِ صل اللہ علیہ وسلم۔ باب 60)

گویا احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی دراصل تقدیر اور توکل کے برخلاف نہیں بلکہ ان میں شامل ہے۔ بقول جلال الدین رومیؒ

برتوکل زانوئے اشتر بہ بند

پس موجودہ حالات میں ہمیں تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے ضروری حد تک گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کرنی چاہئے جو محض اونٹ کا گھٹنا باندھنے کے مترادف ہوگی۔ جب ہم مذکورہ اسلامی تعلیم پر عمل کے مخلصانہ ارادہ سے ایسا کریں گے تو یہ خلوت بھی اعتکاف کی طرح مفید عبادت بن سکتی ہے بشرطیکہ دلی اخلاص کے جذبہ سے توبہ اور استغفار کے ساتھ رجوع الی اللہ کرتے ہوئے ہم راتوں کو اٹھ کر اپنے مولیٰ کے حضور مناجات اور گریہ وزاری کرنے والے ہوں تو یقیناً رحمان ورحیم رب کریم کی رحمت خاص سے حصہ پانے والے ہوں گے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

امام الزمان ومہدی دوراں نے بھی ہمیں یہی تلقین فرمائی:

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

# لطف کر بخش دے خطاؤں کو

## مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب، اوہائیو

لطف کر، بخش دے خطاؤں کو
تو ہی سنتا ہے سب دعاؤں کو

اِذن تیرا ہو تو پلٹ جائیں
تو نے بھیجا ہے جن بلاؤں کو

کس کے اعمال نے کیا آخر
زہر آلود اِن فضاؤں کو

موت کا رقص قریہ قریہ ہے
کس نے چھیڑا ہے دیوتاؤں کو

جب ستارے زمیں کے بجھنے لگیں
کون دیکھے گا کہکشاؤں کو

میرے مولا اے میرے رب کریم
لطف کر، بخش دے خطاؤں کو

# ولادت باسعادت

## ☆ عزیزم اسمٰعیل ہادی احمد سلمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم وقار احمد صاحب اور محترمہ نائلہ ہبۃ المصور احمد صاحبہ کو دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے بعد مورخہ 5 راپریل 2020ء بروز اتوار دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ الحمدللہ اس بچے کا نام ''اسمٰعیل ہادی احمد'' تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری طاہر احمد بسرا صاحب آف وینکوور کا پوتا، مکرم میجر (ر) بشیر احمد بسرا صاحب کا پڑپوتا اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر وقائم مقام مشنری انچارج و چیف ایڈیٹر احمدیہ گزٹ کینیڈا کا نواسہ اور مکرم چوہدری فرزند علی صاحب مرحوم آف دارالرحمت غربی ربوہ کا پڑنواسہ ہے۔

ادارہ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر نومولود کے تمام افرادِ خاندان کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور احباب جماعت سے نومولود عزیزم اسمٰعیل سلمہ کی درازی عمر، خادم دین اور خلافت کے فدائی ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

# نماز کا پہلا مرتبہ خشوع وخضوع ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے پہلے مرتبہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ o الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ o (سورۃ المومنون 23:2-3) یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں جیسے لکھا ہے:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں ایں خیال است ومحال است وجنوں

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ یہاں لغو سے مراد دنیا ہے۔ یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے۔

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 63)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

مختصر علمی مقالہ

# صدقہ کی اہمیت و برکات

## قرآن کریم، احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں

مکرم منصور احمد خاں صاحب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ

(سورۃ البقرۃ 2:277)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ترقی عطا فرمائے گا جو سود سے پرہیز کریں گے اور صدقات پر زور دیں گے۔

(تفسیر کبیر۔ جلد دوم صفحہ 637-638)

اس چھوٹی سی آیت میں دو معاشی نظاموں کا ذکر ہے۔ سود اور صدقات کا نظام۔ سود کے نظام کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ اصل رقم محفوظ رہتی ہے اور اس کے علاوہ ایک معیّن منافع بھی ملتا ہے۔ سود کے نظام کی طرف مائل ہونے کی سب سے بڑی رغبت بھی یہی وعدہ ہے۔

اس کے بالکل برعکس صدقات کا نظام ہے۔ اس میں اصل رقم میں سے نکال کر خرچ کرنے کا حکم ہے اس طرح بظاہر اصل رقم کم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس نظام میں اللہ کی طرف سے ایک پختہ وعدہ ہے کہ صدقات میں مال خرچ کرنے سے رقم کم نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوگا۔ مذکورہ بالا آیت میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

یہ دو معاشی نظام، سود اور صدقات انتہائی وسیع اور گہرے مضامین ہیں۔ صرف لفظ صدقہ کی تعریف ہی ایک بڑا عنوان ہے۔ اس مضمون میں اختصار کے ساتھ صدقہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

## صدقہ کی تعریف

مذکورہ بالا آیت میں وہ تمام اموال جو اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں اس کے لئے لفظ 'صدقہ' استعمال ہوا ہے۔

پھر سورۃ التوبہ میں بھی یہی مضمون ملتا ہے کہ بندہ جو مال بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتا ہے اس کے لئے لفظ 'صدقہ' استعمال ہوا ہے۔

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَیَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۝

(سورۃ التوبہ 9:104)

ترجمہ: کیا انہیں علم نہیں ہوا کہ بس اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں ایک اور بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ صدقہ قبول کرتا ہے۔

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

ہر نیکی صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1659، مشکوٰۃ اور مسند)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کتنے وسیع معنی فرما دیئے ہیں اور اس ایک لفظ 'صدقہ' میں ہر طرح کی نیکی شامل کر دی ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ کی تعریف یوں فرمائی۔

''صدقہ کا لفظ 'صدق' سے مشتق ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 354)

گویا آپؑ نے بھی ہر طرح کے نیکی اور صدق وصفا کے لئے لفظ 'صدقہ' استعمال فرمایا ہے۔

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سورہ بقرہ، جلد دوم، صفحہ 444)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر غور سے کام لیا جائے تو اسلامی شریعت میں خدا تعالیٰ نے دو قسم کے صدقات رکھے ہیں۔ اول زکوٰۃ جو حکومت وصول کرتی ہے۔ یہ نظام اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ غرباء کے لئے امداد کی ایک یقینی صورت پیدا ہو جائے۔ دوم صدقہ تا کہ اس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص کا پتہ چلتا رہے۔'' (تفسیر کبیر۔ جلد دوم، صفحہ 630)

اسلام میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ ایسی عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ فرض عبادات مثلاً زکوٰۃ اور نفلی عبادات مثلاً فقیروں و مساکین کی امداد، نادار مریضوں کی امداد، غریبوں کو کھانا کھلانا وغیرہ۔

علاوہ ازیں نظام جماعت میں لازمی چندہ جات، عام یا حصہ آمد، جلسہ سالانہ، تحریک جدید، وقف جدید، مختلف مالی تحریکات؛ مساجد فنڈ، سیدنا بلالؓ فنڈ، یتامیٰ فنڈ وغیرہ اور ذیلی تنظیموں کے چندہ جات وغیرہ

## صدقہ کی فضیلت و برکات از روئے قرآن شریف

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الۡمُصَّدِّقِیۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ وَاَقۡرَضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَہُمۡ وَلَہُمۡ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ ۝ (سورۃ الحدید 57:19)

ترجمہ: یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ان کے لئے وہ بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے ایک باعزت اجر ہے۔

اس آیت میں دوبارہ وہ تمام اموال جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کئے جائیں، کے لئے لفظ صدقہ استعمال ہوا ہے۔ اور پھر اللہ کی طرف سے وعدہ ہے کہ صدقہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوگا بلکہ اس میں اضافہ ہوگا۔

قرآن شریف میں آتا ہے کہ:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا ؕ وَاللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝

(سورۃ المنافقون 63:11-12)

ترجمہ: اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔ تو وہ کہے اے میرے رب! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مہلت دی ہوتی تو

میں ضرور صدقات دیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا۔ اور اللہ کسی جان کو، جب اس کی مقررہ مدت آ پہنچی ہو ہرگز مہلت نہیں دے گا۔ اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

پھر ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ ط (سورۃ التغابن 17:64)

ترجمہ: اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

## از روئے احادیث شریف

صدقہ کے بارہ میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں دو فرشتے جب کہ بندے صبح کو اٹھتے ہیں نازل نہ ہوتے ہوں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے، اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے کہ بخیل کا مال رائیگاں جائے۔ (صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث 1442)

حدیث کا مفہوم بتا رہا ہے کہ اگر استطاعت ہو تو صبح کا آغاز صدقہ سے کیا جائے۔

سات اشخاص کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں ایک وہ شخص ہے جو صدقہ کرے۔ اور اسے ایسا چھپائے کہ اس کے بائیں کو علم نہ ہو کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔

(صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث نمبر 1423 اور صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1698)

نماز، صدقہ اور نیک بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا (یہ فتنہ کو مٹا دیتے ہیں)۔ (صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث نمبر 1435)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ (صحیح مسلم۔ جلد 13، حدیث نمبر 4675)

قرآن کی آیات کریمہ میں اللہ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ صدقہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور یہاں پر آنحضرت ﷺ کی طرف سے بھی وعدہ ہے کہ صدقہ میں مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

جنت میں صدقہ دینے والے کو صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ (صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1691)

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ کے بارہ میں چند ارشادات

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"اس بات پر بھی غور کرو کہ صدقات اور خیرات کیوں جاری ہیں اور ہر قوم میں اس کا رواج ہے۔ فطرتاً انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے۔ اور خیرات کرتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بکرے دو، کپڑے دو، یہ دو وہ دو۔ اگر اس کے ذریعے سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطراراً انسان ایسا کیوں کرتا ہے؟ نہیں! رد بلا ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی یہ مذہب ہے اور میری سمجھ میں روئے زمین پر نظر میں کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں۔ جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادۂ الٰہی ٹل جاتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سورۃ البقرہ، جلد دوم، صفحہ 444)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے کہ خدا کے ارادے جو وعید کے رنگ میں ہوں صدقہ اور دعا سے ٹل سکتے ہیں پس اگر وعید کی پیش گوئی ٹل نہیں سکتی تو صدقہ اور دعا لا حاصل ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 245-246)

"محل اور موقع کو دیکھ کر خرچ کرو۔ جہاں تھوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں تھوڑا خرچ کرو۔ جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔"

(ملفوظات۔ جلد اول، ایڈیشن 2016ء، صفحہ 395)

"قصہ مختصر۔ دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔"

(ملفوظات۔ جلد اول، ایڈیشن 2016ء، صفحہ 193)

## افضل ترین صدقہ

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

ثواب میں کون سا صدقہ بڑھ کر ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو صدقہ کرے جب تو تندرست ہو۔ مال حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو اور بخیل ہو۔ محتاجی سے ڈرے اور مال دار ہونے کی امید رکھتا ہو اور اتنی دیر نہ کر کہ جان حلق میں آ پہنچے اور تو کہے کہ فلاں کو اتنا دینا فلاں کو اتنا دینا۔ حالانکہ فلاں کا تو ہو ہی چکا ہے۔

(صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث نمبر 1419، صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1699 اور حدیث نمبر 1700)

## قبولیتِ صدقہ

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیا اور اللہ پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے اور اللہ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ پھر صدقہ دینے والے کے لئے اس کو بڑھاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ تم میں کوئی بچھیرا پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (صدقہ) پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث نمبر 1410 صحیح مسلم۔ جلد چہارم حدیث نمبر 1670 اور حدیث نمبر 1671)

## قبولیتِ صدقہ کی دعا

اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ 128:2)

## صدقہ ہر روز نکالنا

قرآن شریف میں آتا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o (سورہ البقرۃ 275:2)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں صبح و شام خرچ کرنے کا حکم ہے۔

پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

ہر وہ دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ لوگوں کے لئے صدقہ ہے۔ (صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1663)

اس حدیث میں بھی زور ہے کہ اگر استطاعت ہو تو ہر روز صدقہ دو۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ:

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! جو شخص طاقت نہ رکھے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے۔ خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ آپؐ نے فرمایا: حاجت مند مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ انہوں نے کہا، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ آپؐ نے فرمایا، چاہئے کہ اچھی بات پر عمل کرے۔ اور بدی سے باز رہے۔ یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری۔ جلد سوم، حدیث نمبر 1445، صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1662)

پہلے خرچ کرنے کا حکم ہے۔ لیکن اسلام کی تعلیمات تو تمام

لوگوں کے لئے ہیں۔اب اگر کسی کی خرچ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو رخصت بھی دے دی گئی ہے۔

صدقہ ہر روز مگر کیسے؟

قرآن شریف میں آتا ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ (سورۃ البقرہ 2:269)

ترجمہ: شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے۔

شیطان ہر لمحے انسان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

ہر امت کی آزمائش کسی نہ کسی چیز میں ہے اور میری امت کی آزمائش مال میں ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔سورۃ البقرہ، جلد دوم، صفحہ 444)

آپؑ فرماتے ہیں کہ خرچ کرنا جان دینا ہوتا ہے۔

اب جب کہ مال خرچ کرنا اتنا مشکل ہے اور پھر آج کل کے شدید خراب معاشی حالات ہیں اور اوپر سے کرونا وائرس تمام دنیا کو اپنے لپیٹ میں لئے ہوئے ہے، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر روز کس طرح صدقہ کیا جاسکتا ہے اور پھر کتنا خرچ کیا جائے؟ ان تمام سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ کے پیارے اور محبوب بندے دے چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

آگ سے بچو خواہ ایک ٹکڑا کھجور کا دے کر بچا جاسکے۔

(صحیح بخاری۔ جلد سوم حدیث نمبر 1417)

پھر حدیث میں آتا ہے۔

جو تم سے طاقت رکھتا ہے وہ آگ سے بچے خواہ آدھی کھجور کے ذریعہ ہی۔وہ ضرور ایسا کرے۔

(صحیح مسلم۔جلد چہارم، حدیث نمبر 1673)

ایک اور جگہ حدیث میں آتا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے آگ کا ذکر اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا چہرہ ایک طرف پھیرا۔ تین دفعہ ایسا کیا۔فرمایا: آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور کے ذریعہ اور اگر تم کچھ نہ پاؤ تو اچھی بات کے ذریعہ (ہی) آگ سے بچو۔ (صحیح مسلم۔جلد چہارم، حدیث نمبر 1676)

مذکورہ بالا تینوں احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر گنجائش ہے، اگر استطاعت ہے، اگر ہوسکتا ہے تو ایک کھجور ہی صدقہ کردو، اگر ایک کھجور بھی زیادہ ہے تو آدھی کھجور ہی صدقہ کردو۔

اس سے صدقہ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''صدقہ عمدہ وہ ہے۔ جو اگرچہ قلیل ہو مگر اس پر دوام ہو۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، سورۃ البقرہ۔ جلد دوم، صفحہ 444)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عمدہ ترین صدقہ وہ ہے جو بے شک تھوڑا ہو مگر ہو مستقل یعنی روزانہ ہو۔ تھوڑے سے روزانہ کے صدقہ کو بھی حضرت امام مہدیؑ نے عمدہ ترین صدقہ قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی روشنی سے یہی معلوم ہوتا ہے صدقہ بے شک تھوڑا ہو مگر روزانہ کی بنیاد پر ہو۔ اور آسان الفاظ میں یہ معنی بھی کئے جاسکتے ہے کہ اگر ہر روز پانچ سینٹ یا جو بھی چھوٹے سے چھوٹا سکہ رائج الوقت ہو نکال کر الگ ڈبے میں رات کو سونے سے قبل یا پھر صبح کے وقت ڈال دیا جائے یا پھر دونوں وقتوں میں کس بھی وقت ڈال کر الگ کر دیا جائے اگر ایک وقت نکالنا مقصود ہو تو صبح کے وقت کا انتخاب زیادہ بہتر ہے تا کہ دن کی شروعات صدقہ کی برکات سے ہوں۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 'سیرت المہدی' میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اگر صدقہ کا روپیہ پہلے سے الگ کر دیا جاوے تو پھر کوتاہی نہیں ہوتی۔''

(سیرت المہدی۔جلد اول، روایت نمبر 53، صفحہ 44)

اس طرح پورے مہینے جمع کر کے کسی بھی خیراتی ادارے میں دے دیے جائیں جو کھانا کھلاتا ہو یا خود کسی غریب کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے یا جماعت کے امداد مریضاں فنڈ یا یتامیٰ فنڈ میں دیا جاسکتا ہے، یا پھر ہیومینٹی فرسٹ کے کسی بھی پروگرام میں دیے جاسکتے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تو بعض پروگرام ایسے ہیں کہ ان میں دینے سے صدقہ جاریہ کا ثواب ہے۔ مثال کے طور سے آئیوری کوسٹ میں ہیومینٹی فرسٹ ہسپتال تعمیر کر رہی ہے۔ اب اس میں ایک دفعہ دینے سے صدقہ جاریہ کا ثواب ہے۔

یہ آپ کا فیصلہ ہے۔ جہاں پر آپ کا نفس گواہی دے صدقہ کی رقم دے دیں۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض وقت یہ خیال آتا ہے کہ لوگ مذاق کریں گے کہ ایک چھوٹا سا سکہ اور وہ بھی اللہ کے لئے!!!

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ:

ایک شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس آئے اور بہت سا صدقہ دیا۔ لوگوں نے کہا: ریا کار ہے اور ایک اور شخص حضرت ابوعقیلؓ کے پاس آئے اور ایک کھجور صدقہ میں دے دی تو لوگوں نے کہا: اللہ ایک کھجور کا محتاج نہیں۔ (صحیح بخاری۔جلد سوم، حدیث نمبر 1415)

اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں نہایت سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لئے جو تھوڑا سا صدقہ کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہے۔ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا صدقہ کرنے والوں پر بھی اللہ تعالیٰ تو خوش ہے۔

قرآن شریف میں آتا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُھْدَھُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْھُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰہُ مِنْھُمْ ۫ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(سورۃ التوبہ 9:79)

ترجمہ: وہ لوگ جو مومنوں میں سے دلی شوق سے نیکی کرنے والوں پر صدقات کے بارے میں تہمت لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی محنت کے سوا (اپنے پاس) کچھ نہیں پاتے۔ پس وہ ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اور اللہ ان کے تمسخر کا جواب دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

## صدقہ کسی کو بھی دیا جاسکتا ہے

ایک حدیث میں آتا ہے کہ زیادہ مال والے قیامت کے دن بہت کم مال والے ہوں گے سوائے اس کے جسے اللہ مال عطا کرے اور اس میں سے اپنے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے خرچ کرے اور اس (مال) سے اچھے کام کرے۔ (صحیح مسلم۔جلد چہارم، حدیث نمبر 1641)

پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ: خوشبو پھیلاؤ یا خوشبو چھڑکو یا خرچ کرو اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر بند کر دے گا اور جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم سے روک رکھے گا۔

(صحیح مسلم۔ جلد چہارم، حدیث نمبر 1695)

اب دیکھیں کتنا پیارا مفہوم ہے۔ کیا کوئی خوشبو لگا کر پھر اس کو کنٹرول کرسکتا ہے کہ خوشبو صرف ایک طرف ہی جائے؟

حضرت اماں جانؓ کی ایک روایت قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 'سیرت المہدی' میں لکھی ہے۔

''کیا آپؑ صدقہ دینے میں احمدی غیر احمدی کا لحاظ رکھتے تھے؟

والدہ صاحبہؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ ہر حاجت مند کو دیتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی۔ جلد اول، روایت نمبر 53، صفحہ 44)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا پاک نمونہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک بچی نے کہا میں ہر روز صدقہ نکالتی ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا:

"بہت اچھا کرتی ہو۔ جمع کرتی جایا کرو اور مہینہ کے آخر میں صدقہ دے دیا کرو۔ روز کے روز نکالتی ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ میں خود روز کے روز نکالتا ہوں اور پھر اکٹھا کر کے دے دیتا ہوں۔"

(یوٹیوب چینل ایم ٹی اے اطفال پاکستان کلپ نمبر 415)

## اے آزمانے والے تو یہ نسخہ بھی آزما!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔ دوسرا دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا میں ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا اگر یہ دو باتیں میسر آجاویں تو اکسیر ہیں۔"

(ملفوظات۔ جلد 7، صفحہ 87-88 ایڈیشن 1984ء)

اب لفظ اکسیر پر غور کریں۔ کچھ دیر پہلے ایک اشتہار دیکھا۔ وہ نزلے کے متعلق تھا کہ اگر یہ دوا ہی لے لی جائے تو نزلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن صرف نزلہ۔ لیکن اگر کوئی ڈاکٹر یہ کہے کہ یہ دو گولی دوائی کی لے لو اور ساتھ یہ کہے کہ یہ تمہارے ہر مرض کا علاج ہے یعنی یہ اکسیر نسخہ ہے۔ آج کل کورونا کی وجہ سے دنیا کے حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ انسان کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ کہیں معاشی مسائل تو کہیں امن و امان کا مسئلہ، تو کسی کو صحت کا مسئلہ۔ طرح طرح کی بلائیں ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز ایک نیا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔ پھر تیسری عالمی جنگ کی خطرناک خبریں۔ اس تیسری عالمی جنگ کی خبر میں تو اکثر آگ کی خطرناک تصویر دکھائی دیتی ہے اور جو معلومات خبر کے اندر ہوتی ہیں اس سے تو دل کانپ اٹھتا ہے۔ دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے اللہ ہم سب کو محفوظ رکھنا۔ آمین

ہمارا جب یہ ایمان ہے کہ مذہب اسلام ہمیشہ کے لئے ہے اور دائمی ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ کے امام اور حَکَم ہیں۔

## تو ان مسائل کا حل کیا ہے؟

انفرادی ہو یا اجتماعی، بیماری ہو یا تنگدستی، جسمانی ہو یا روحانی مختصراً کوئی بھی مسئلہ ہو۔ اس کا حل اس اقتباس میں پیش کر دیا گیا ہے۔

"کون کہہ سکتا ہے، اے بجلی! آسمان سے مت گر"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ۔ تذکرہ، صفحہ 260)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے ان کو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نُصحاً للہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔"

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 191، ایڈیشن 2016ء)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خاص طور پر آج کل دنیا میں پھیلے ہوئے کورونا وائرس سے بچنے کے لئے دعاؤں کے ساتھ کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## اہم اعلان بابت تصاویر
## حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام

پرانی تصاویر، خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے کرام اُس زمانے کی میسر سہولتوں کے تحت بنوائی گئی تھیں۔ اب دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض احباب جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ Edit کر کے سوشل میڈیا پر چڑھا دیتے ہیں۔ اس طرح از خود اُن تصاویر کی Editing سے قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں سوشل میڈیا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تصویر Viral ہوئی جس کو ایک فوٹو گروپ سے نکال کر Edit کیا گیا تھا۔ یہ غلط طریق ہے کیونکہ اس تصویر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ریش مبارک کا کچھ حصہ باقی چہرے سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔

لہٰذا ہدایت کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے کرام کی منظور شدہ تصاویر استعمال کی جائیں اور ان میں کسی قسم کا ردوبدل نہ کیا جائے۔

مخزن تصاویر لندن

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا قرض کے معاملہ میں ایک انتباہ

## آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد
## قرض کا معاملہ کفر کے برابر ہے

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (یہ آپؐ دعا کر رہے تھے) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ہاں'۔

(مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین، جلد 3، صفحہ 38)

بہت بڑا انذار ہے۔ ایک طرف تو ہم ایمان لانے کا دعویٰ کریں اور مومنوں میں شمار ہونے کی خواہش کریں دوسری طرف بلاوجہ قرضوں میں پھنس کر دین سے دُور ہٹ رہے ہوں۔ قرض ادا کرنے کے معاملہ میں لیت و لعل سے کام لینے والے ہوں اور کفر کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔

(بحوالہ کتاب تلقینِ عمل صفحات 369/373 ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 5 نومبر 2011ء، صفحہ 3)

## دعا وسیع ہوگی تو فائدہ مند ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہے کہ صرف اپنی ذات تک ہی دعاؤں میں انسان محدود نہ رہے بلکہ اپنی دعاؤں کو وسیع کرے اور آج کل کا معاشرہ اور دنیا آپس میں اس قدر قریب ہیں کہ دوسروں کے لئے دعا سے انسان اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ یعنی علاوہ اس کے جو ایک ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائدہ پہنچ رہا ہے، ظاہری دنیاوی فائدے بھی پہنچتے ہیں کیونکہ ظاہری طور پر بھی ہر ایک کا دوسرے پر اثر ہو رہا ہے۔ پس پہلے تو اپنی دعاؤں میں یعنی مستقل دعاؤں میں جماعت کے لئے دعاؤں کو بھی شامل کرے اور یہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کو مجموعی طور پر جماعت کو اپنی دعاؤں میں شامل کرنا چاہئے۔

(فرمودہ خطبہ جمعہ 30 جون 2017ء مطبوعہ روزنامہ الفضل لندن۔ 5 مئی 2020ء)

# حقوق العباد کا ایک پہلو ہیومینیٹی فرسٹ

مکرم عارف داؤد صاحب مربی سلسلہ ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمت خلق است
ہمیں بارم ہمیں کارم، ہمیں رسم، ہمیں راہم
(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی کا دور دنیا کی تاریخ کے اوراق میں جہاں سیاسی و معاشرتی زوال کے حوالہ سے جانا جاتا ہے۔ وہیں مذہبی زوال کو بھی خاص سرخیوں سے دیکھا، سنا اور جانا جاتا ہے اور یہ زوال ہی بڑے زور وشور سے گواہی دے رہا تھا کہ لَا یَبۡقٰی مِنَ الۡقُرۡاٰنِ اِلَّا رَسۡمُہٗ وَ لَا مِنَ الۡاِسۡلَامِ اِلَّا اِسۡمُہٗ (مشکوٰۃ المصابیح۔ جلد اول۔ فصل الثالث، کتاب العلم، صفحہ 91) کے مطابق ایک فارسی الاصل کے آنے کا وقت ہے۔ جس کو رب العالمین نے نبی اللہ کے نام سے پکارا ہے اور اس نبی اللہ نے خود اس وقت میں ایک راہبر، ایک مسیحا کی ضرورت کو لفظوں میں ڈھالتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے یوں فرمایا:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

جہاں آنے والے موعود کے متعلق یہ خبر تھی کہ وہ اسلام کو ثریا سے زمین پر لے آئے گا اور یہ کہ اس کے آنے کے وقت دنیا نئی ترقیات کے منازل طے کرنے کو دم بھرے گی جہاں ریل کا آغاز ہوگا، جہاں کتب خانے قائم ہوں گے، لوگوں کے آپس میں رابطے آسان ہوں گے۔ ان تمام ترقیاتی بشارتوں کے ساتھ ساتھ انذار کے وعدے بھی طاعون، وبائی بیماریوں، زلزلوں اور طوفان کی شکل میں کندھے سے کندھا ملائے چل رہے ہوں گے۔

ان بشارتوں کو پورا کرنے اور انذار کے واقعات سے بنی نوع انسان کو بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہندوستان کی ایک گمنام سی بستی قادیان میں وقت کے مسیح و مہدی کو مبعوث فرمایا۔ اور

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

وقت کے مسیح و مہدی کو مبعوث فرمایا۔ جس نے اپنی ساری زندگی اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے عبادات کے ساتھ ساتھ انسانوں کی خدمت کرنے میں گزار دی۔ خلق اللہ سے ہمدردی کا یہ عالم تھا کہ طاعون کے زمانہ میں جب یہ وبائی بیماری موتوں کی صفیں بچھاتے جا رہی تھی الہامی وعدہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ کے باوجود آپؑ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرتے کہیں آفتِ طاعون سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں۔

مخلوقِ خدا سے محبت اور ہمدردی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں، میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں تو یہ چاہتا کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔''

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

اوائل زمانہ میں جہاں آپؑ بطور سلطان القلم ہونے کے آریوں، عیسائیوں، ہندوؤں کی طرف سے اٹھنے والے ہر وار کو اپنی قلمی تلوار سے قلع قمع کر رہے تھے وہیں غریبوں، بیماروں اور مریضوں کا علاج اور مدد کرتے ہوئے مسیحا ثابت ہو رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور صحابی حضرت عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؑ کے ان اوصاف کریمانہ کو اس طرح بیان کیا آپؓ فرماتے ہیں:

''بعض اوقات دوا درمل پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں:'' مرجا جی جرا بوا کھولوتاں'' حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذیشان کا حکم آیا ہے اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ... ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا کیا دیکھتا ہوں حضرتؑ کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا حضرت! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ! اللہ! کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں، یہاں کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھتا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں اور فرمایا: یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ، صفحہ 35-36)

بندوں کے حقوق ادا کرنے اور خدمت خلق کی اتنی بے چینی اور فکر تھی کہ جب آپؑ نے شرائط بیعت کا اعلان فرمایا اس میں نویں شرط یہ رکھی:

''یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول، صفحہ 190)

قرآن مجید میں مذکورہ سورۃ الجمعہ کی آیت وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ کی مصداق جماعت کے لئے 1908ء کا سال جہاں غم و فکر سے لبریز تھا جہاں ایک رات کا زماں تھا وہیں خوشی اور ایک نئی صبح کا سماں تھا اور اس صبح کا سورج اپنے مسیح و مہدی کے وعدے کے وفا کے ساتھ قدرتِ ثانیہ کے نام سے طلوع ہوا اور

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے دور کا آغاز ہوا خلفائے عظام سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں اپنی دینی سکیموں کے ساتھ دنیا کے مختلف کناروں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور وہیں اپنی تمام زندگیاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو قائم کرنے میں صرف کردیں اور اپنے تابعین کو یہی باور کرایا کہ اللہ کے حقوق ادا نہیں ہوسکتے جب تک بندوں کے حقوق ادا نہ ہوں۔

جیسے جیسے دنیا کے ورق پلٹے جا رہے تھے ویسے ہی مصائب، زلزلوں، طوفانوں، بیماریوں اور آفتوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا ایسے ہی حالات زمانہ اس چیز کا تقاضا کر رہے تھے کہ ایک ایسی سوسائٹی بنانے کی ضرورت ہے جو خالصتاً ان مصائب کے وقت میں بطور معاون و مددگار کے دنیا کی خدمت کر سکے۔

خلافت رابعہ کے عظیم الشان دور میں 1992ء اور 1993ء کے سال نہایت اہمیت کا حامل ہیں جہاں ایک طرف 'میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' والے الہام کو M.T.A. کی صورت میں اک مردِ خدا اپنی اعلیٰ اور ارفع سوچ کے ساتھ پورے عالم میں پھیلانے کی تیاریوں میں مگن تھا وہاں دوسری طرف ایسی تنظیم قائم کرنے کے لئے کوشاں تھا جو تکلیف اور مصائب میں ڈوبی انسانیت کے لئے ایک نسیم راحت کا سبب بن سکے اور اس نسیم راحت کو چلانے کے لئے مردِ خدا نے ہیومینیٹی فرسٹ کی داغ بیل ڈال دی۔

### ہیومینیٹی فرسٹ کا آغاز

1992ء کا سال جہاں صومالیہ کے ملک میں قحط کا دور دورہ تھا وہیں بوسنیا میں لگی جنگی آگ کے شعلوں نے انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا اس وقت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمتِ خلق کی تڑپ آپ ؒ کو بے چین کئے دے رہی تھی اور حقیقی معنوں میں میرا مقصود، مطلوب اور خواہش خدمت خلق ہے اور یہی میرا کام ہے۔ یہی میرا فکر ہے۔ اور یہی میری راہ و رسم ہے، کے تحت آپؒ نے 28 اگست 1992ء کو خطبہ میں فرمایا:

''ملک صومالیہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھوک کے اتنے درد ناک عذاب میں مبتلا ہو چکا ہے کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بڑی دیر سے کوشش کر رہی تھی کہ کس طرح ہمارا رابطہ ہو۔ ہم خود وہاں پہنچیں اور خدمتیں کر سکیں اور جماعت نے افریقہ کے غریب ملکوں کے لئے جو قربانی پیش کی ہے اس میں سے صومالیہ کو حصہ دیا جائے۔ ... کیونکہ خدمت کے جو انتظامات اور نظام ہیں ان پر بھی ان قوموں کا قبضہ ہے اور اپنی مرضی کے خلاف کسی کو اجازت نہیں دیتے۔ آخر میں یہ فیصلہ کیا ہے اور امریکہ کو بھی ہدایت کی ہے اور انگلستان کو بھی کہ خدمت کے لئے جو روپے آپ کے پاس اکٹھے ہیں وہ جس ادارے کے ذریعہ بھی پہنچتے ہیں وہ دیں تو سہی کچھ نہ کچھ، ہمارے ضمیر کا بوجھ ہلکا ہوگا لیکن باقی دنیا کے ممالک کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جو کچھ توفیق ہے وہ ضرور صومالیہ کے اپنے غریب بھائیوں کے لئے مسلمان کی حیثیت سے نہیں ایک انسان کی حیثیت سے پیش کریں۔ اس کے علاوہ تمام بڑے بڑے ملکوں میں جماعت احمدیہ کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ جس طرح ریڈ کراس وغیرہ انٹرنیشنل سوسائٹیز ہیں اسی طرح اگر مذہبی سوسائٹیاں بھی ایک بین الاقوامی حیثیت سے پہچانی اور جانی جائیں اور ان کا ایک مقام قائم ہوسکتا ہو تو اب وقت آگیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اپنی آزاد سوسائٹی بنانی چاہئے جو جماعت احمدیہ کی مرضی کے تابع خدمت کرے اور تقویٰ اور انصاف کے ساتھ خدمت کرے اور مذہب و ملت اور رنگ و نسل کے امتیاز کے بغیر خدمت کرے۔ اس خدمت میں شریف النفس غیروں کو بھی ساتھ شامل کرے تو جائزہ لینا چاہئے۔ جہاں تک میرا تاثر ہے عیسائی انجمنوں کو اس بات کی اجازت بھی ہے اور باقاعدہ یونائیٹڈ نیشنز کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں اگر میرا یہ تاثر درست ہے تو جماعت احمدیہ کو پورے زور سے کوشش کرکے اب بین الاقوامی خدمت خلق کا ادارہ قائم کرنا چاہئے اور اس ادارے کا دائرہ کار تمام بنی نوع انسان تک عام ہوگا اور اس میں صرف احمدیوں سے چندہ نہیں لیا جائے گا بلکہ دنیا کے کسی بھی شریف النفس انسان سے جو اس ادارے میں شامل ہو کر خدمت کرنا چاہتا ہو اس کو بھی خدمت کا موقع دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبات طاہرؒ۔ جلد 11 صفحہ 611-612)

مذکورہ بالا ارشاد بوسنیا میں جنگی آگ سے انسانیت کو بچانے کے لئے پانی کا سبب بنا اور صومالیہ کے لوگوں کی امداد کرنے کے لئے ہیومینیٹی فرسٹ کا ادارہ وجود میں آیا اور 1993ء بطور انسانی بہبود و انسانی خدمت کا سال منایا گیا اور آج ہیومینیٹی فرسٹ خدمت خلق کے میدان میں ایک پھلدار درخت ثابت ہو رہی ہے اور دنیا کے 50 سے زائد ممالک کو اپنے سایہ میں لے کر لوگوں کی مشکلات دور کرنے، بیماروں کو شفا بخشنے، بھوکوں کے لئے خوراک مہیا کرنے، یتیموں کے سر پر بحیثیت باپ کے ہاتھ رکھنے والا بن چکی ہے۔

### ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کا تعارف

جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے روحانی باپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے 1993ء کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں انسانیت کی خدمت کے ادارہ کو کینیڈا میں قائم کرنے کے لئے مختلف تجاویز پر غور کیا اور اس ادارہ کے لیے 8 مختلف نام تجویز ہوئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش ہوئے جس میں سے Relief International جس کا مخفف (RI) تھا۔ حضورؒ نے منظور فرمایا بعد ازاں مختلف قانونی مراحل سے گزرتے ہوئے جنوری 1998ء میں Relief International کے نام سے یہ ادارہ کینیڈا میں رجسٹر ہوا اور جنوری 2004ء میں فلاحی ادارہ کی حیثیت حاصل کرکے انسانیت کی خدمت کرنے میں مگن ہوگیا۔

2008ء کے آخر میں بین الاقوامی انسانی خدمت کے ادارہ کا نام کینیڈا میں Relief International سے بدل کر Humanity First T رکھ دیا گیا اور پوری دنیا میں ہیومینیٹی فرسٹ کے نام سے پہچانا جانے لگا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا دنیا کے 23 ممالک میں 9 مختلف پروگراموں کے ذریعہ دکھی انسانیت کے لئے راحت کا سامان بن رہا ہے۔ ذیل میں ان منصوبوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:

#### Refugee Resettlement

اس پروگرام کے ذریعہ خوف میں ڈوبی انسانیت کو امن میں لانے کی کوشش کر رہا ہے اور اب تک 4 ہزار کے قریب افراد کو خوف سے نکال کر امن میں لا چکا ہے۔

#### Global Health

اس پروگرام کے ذریعہ سینیگال میں 'مسرور ہسپتال' کے قیام کے بعد اب گھانا میں ہسپتال بنانے کی تیاری ہو رہی ہے۔ اس طرح افریقہ اور کئی اور ممالک میں شفا بخشنے کا کام جاری ہے۔

#### Water for Life

اس پروگرام کے ذریعہ پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لئے افریقہ اور پاکستان میں سینکڑوں کنویں بنا کر صاف پانی مہیا کر رہا ہے۔

#### Food Security

اس پروگرام کے ذریعہ مختلف افریقی اور سینٹرل امریکہ کے ممالک میں ایک لاکھ 60 ہزار سے زائد لوگوں کو ہر سال قربانی کا گوشت تقسیم کر رہا ہے اور اس پروگرام کے تحت Food Bank کے ذریعہ ہفتہ میں چھ دن صبح سے لے کر شام تک سینکڑوں بھوکوں کو ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا خشک کھانا مہیا کر رہا ہے۔

موجودہ وبا کی وجہ سے فوڈ بنک کا کام پہلے سے کئی گنا بڑھ چکا ہے۔

### Knowledge for life

اس پروگرام کے ذریعہ نائیجر، کانگو، ہیٹی، کیمرون اور مختلف ممالک میں سکول تعمیر کرکے غریب لوگوں کے بچوں کے لئے تعلیم مہیا کر رہا ہے۔

### Disaster Response

اس پروگرام کے ذریعہ سے دنیا میں آنے والے قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کو بچانے کا ذریعہ بن رہا ہے اور اب وبائی مرض کورونا وائرس سے بچاؤ کے لئے ہر قسم کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

### Community Care

اس پروگرام کے ذریعہ کینیڈا میں سخت سردی کی راتوں میں بے گھر لوگوں کے لئے گرم کھانا اور رات بسر کرنے کے لئے چھت مہیا کر رہا ہے اسی طرح افریقہ اور دنیا کے کئی دوسرے غریب ممالک میں نوجوانوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے انہیں مختلف ہنر سکھانے کا کام کر رہا ہے۔

### Gift of Sight

اس پروگرام کے ذریعہ ہیومینٹی فرسٹ کئی یتیموں اور مسکینوں کے لئے بطور باپ کے سایۂ رحمت بن رہی ہے۔

### Orphan Care

اس پروگرام کے ذریعہ ہیومینٹی فرسٹ کئی یتیموں اور مسکینوں کے لئے بطور باپ کے سایۂ رحمت بن رہا ہے۔

ایک مردِ خدا نے 28 سال پہلے جس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ یہ ادارہ بین الاقوامی حیثیت سے پہچانا اور جانا جائے وہ کما حقہ پورا ہو رہا ہے اور آج ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا United Nations High )UNHCR (Commissioner for Refugees اور WHO(World Health Organization) جیسے دنیا کے عظیم اداروں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

24 جنوری 2015ء کو پہلی دو روزہ ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”پس ہر احمدی کے دل میں دوسروں کی خدمت کرنے کی قدر اور اہمیت نقش ہو جانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بہت سی استعدادوں اور قابلیتوں سے نوازا ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ ان خداداد استعدادوں کو دوسروں کی مدد کے لئے، بالخصوص ضرورت مندوں کی مدد کے لئے استعمال کرے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ دوسروں کی خاطر اپنی قابلیتوں اور مہارت کو استعمال کرے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹرز اپنی طبی خدمات پیش کر سکتے ہیں، اساتذہ تعلیم فراہم کر سکتے ہیں، انجینئرز بھی اپنے فن کی مہارت پیش کر سکتے ہیں جب کہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے وہ دوسروں کے لئے اپنی دولت خرچ کر سکتے ہیں اور انہیں کرنی بھی چاہئے۔“ (روزنامہ الفضل ربوہ۔14 مئی 2015ء، صفحہ 3)

ہم احمدی جو قرآن مجید میں سورۃ الجمعہ میں بیان کردہ آخرین کی جماعت ہونے کے مصداق ہیں۔ ہم جو مسیح محمدی کے جھنڈے کو تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے کے لئے کوشاں ہیں اور شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹانے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اللہ کے حقوق پر خود بھی پیرا عمل ہوں اور دنیا میں بھی قائم کروانے والے بنیں اور یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں ہو کہ اللہ کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے جب تک اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے نہ ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان اموری پروا کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا، میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔“

(ملفوظات۔ جلد چہارم، صفحہ 215)

قارئین کرام! آیئے انسانی خدمت کے لئے اپنے وقت اور مال کی قربانی پیش کریں اور جس ادارے کے قائم کرنے کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی یہ خواہش تھی کہ یہ بین الاقوامی حیثیت سے پہچانا اور جانا جائے اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مددگار بنیں اور یہ تب ہی ہو سکے گا جب ہم مسیح وقت کی قائم کردہ تمام شرائط اور حقوق العباد کے حوالہ سے نویں شرط پر عمل کرتے ہوئے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچانے والے بنیں گے۔

وآخر دعوانا عنِ الحمدللہ ربِ العالمین

## بقیہ از قرطبہ اور اس میں چند سبق

☆ چھٹا سبق یہ ملتا ہے کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ اس نے انسان کو مجاہدات کی عادت ڈلوا کر جفاکش بنانا چاہا ہے نیز آئندہ آنے والے حوادث کے لئے مستعد بنایا ہے چنانچہ بلحاظ تنہائی اعتکاف کو اس قرطبہ سے بہت مشابہت ہے۔

☆ ساتواں سبق۔ جب تک امتحان کا نتیجہ نہیں نکلتا، انسان کوڈر ہوتا ہے اور جب اس کی صحت کا سرٹیفیکیٹ اسے ملتا ہے تو وہ تمام سابقہ کلفت کو بھول کر شاداں و فرحاں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس دنیا کی تکالیف رضوان الٰہی کے سرٹیفیکیٹ کے بعد لاشئ محض ہوتی ہیں اور انسان خوش خوش آلام ومصائب کو یکدم فراموش کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں نہ موت ہے نہ موت کا خطرہ۔ اور وہ سرٹیفیکیٹ خدا تعالیٰ کی دلربا اور دلآویز آواز ہے جس کے الفاظ یہ ہوتے ہیں۔ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ o وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (سورۃ الفجر 89:28-31) (ترجمہ: اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ ناقل) (ماخوذ از رسالہ مصباح 15۔ اکتوبر 1931ء مطبوعہ روزنامہ الفضل لندن۔ 8 مئی 2020ء)

# لاک ڈاؤن (Lockdown) اور ایک احمدی کا عہدِ وفا

محترمہ سدرۃ المنتہیٰ صاحبہ، پیس ویلج

2020ء کا سورج انسانیت کے لئے کورونا وائرس کی صورت میں ایک نیا چیلنج لے کر طلوع ہوا۔ یہ جان لیوا وائرس جہاں اب تک سوا چار لاکھ سے زائد انسانی جانیں لے چکا ہے۔ وہیں اس نے دنیا کے ہر کونے میں انسانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے، کہ کیا واقعی انسان جو اپنے آپ کو بہت عقلمند خیال کرتا ہے، اُس کی یہ استعداد بھی نہیں کہ ایک مچھر سے بھی چھوٹے جاندار کا مقابلہ کر سکے؟ (جو کہ واقعتہً نہیں)

جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 اپریل 2020 میں اس آیت قرآنی کا ذکر فرمایا تھا کہ: قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (سورۃ الزلزال 4:99) یعنی انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔

درحقیقت ایسی ہی حالت ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ اور ایسے مشکل وقت میں وہ لوگ جو اپنے خالق کو مکمل طور پر بھول چکے تھے، بلکہ اُس کی ذات کے ہی منکر تھے، وہ بھی ایک خالق کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ کوئی ایسی اعلیٰ ذات ہو جو معجزے سے اس وبا سے انسانیت کو بچالے۔ مگر بہت سے ایسے بھی ہیں، جو ابھی تک انسانی حیلوں کو ہی بچاؤ کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ مسلمہ وہ واحد جماعت ہے، جس کو خدا تعالیٰ نے اس خوف کی حالت میں بھی، خلیفۂ وقت کی صورت میں امن عطا کیا ہوا ہے۔ خلافت کے حصار میں ہونے کے باعث ہم نہ صرف اس وبا سے بچاؤ کے تمام دنیاوی وسائل و ذرائع اور تمام احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں بلکہ روحانی حل بھی کر رہے ہیں، جو بہر حال حقیقی حل ہے۔ اور ہر فردِ جماعت خلیفہ وقت کی ہر ہدایت پر دل و جان سے عمل پیرا ہو رہا ہے اور نہ صرف دعاؤں کے ذریعے بلکہ خدمتِ انسانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔

اسی ضمن میں ایک احمدی مسلمان کی اطاعتِ خلافت اور اس سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا کچھ عرضِ حال بیان کیا جاتا ہے۔

اپریل میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا کی طرف سے ساری جماعت کو یہ ہدایات موصول ہوئیں کہ غیر ضروری طور پر گھروں سے نہ نکلا جائے اور اس وبا سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کی جائے۔ اس ہدایت کے سنتے ہی میں نے معمول کی واک (Walk) پر جانا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی، جن کا گھر کچھ گز کے فاصلے پر ہے، اِس حکم کے پیشِ نظر اُن کے گھر جانا چھوڑ دیا۔ گو اس بات کا احساس بھی تھا کہ بیماری سے بھی بچنا ہے، لیکن امیر کا حکم اور اطاعت اپنی صحت سے زیادہ اہم تھا، جو کہ ہر احمدی نے اطاعتِ خلافت سے سیکھا ہے۔

اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطاب جو کہ ہیومینیٹی فرسٹ کے ایک پروگرام کے موقع پر آپ فرما رہے تھے، سننے کا موقع ملا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کا انتظار نہیں کرنا کہ کوئی ہم سے مدد مانگے تو ہم اُس کی مدد کریں، بلکہ ہمیں آگے بڑھ کر خود انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔

یہ خطاب سن کر میرے دل میں خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا ہوا اور دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ کوئی موقعہ مہیا کر دے۔ ابھی اس بات کو چند دن ہی گزرے تھے کہ مقامی صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا (Humanity First Canada) کو رضا کاروں (Volunteers) کی ضرورت ہے۔ میں نے اُس لمحہ اور موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کسی بھی تردد کے بغیر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اور قریباً ایک مہینہ بعد میں نے گھر سے قدم نکالا تھا۔ اور ہیومینیٹی فرسٹ کے دفتر کو روانہ ہوئی۔ وہاں پہنچ کر ہدایات ملنے کے بعد کام شروع کیا اور باقی خدمت گزاروں کے ساتھ مل کر ضرورت مند خاندانوں کے لئے اُن کی ضرورت کے مطابق راشن بیگ بنائے، اور دیگر کام انجام دیئے۔ یہ میرا اس نوعیت کا پہلا تجربہ تھا، جہاں اور بہت سی باتیں میرے لئے دلچسپی کا باعث تھیں وہاں ایک بات جو میرے مشاہدہ میں آئی وہ یہ کہ اس ادارہ میں خدمت سرانجام دینے والے افراد کا اخلاق بلند تھا جس کا مظاہرہ وہ نہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے تھے بلکہ خصوصاً اُن لوگوں سے کر رہے تھے جو راشن لینے آ رہے تھے۔ اس کے علاوہ آنے والوں کی ضروریات کا خیال بھی قابلِ دید تھا۔

الغرض یہ موقع میرے لئے ایک لذت بھرے تجربے سے کم نہ تھا۔ اور اِس سارے وقت میں گو بہت سارے لوگوں سے ہمارا سامنا ہوا مگر کسی سے بھی وبا کے لگنے کا کسی قسم کا خوف دل میں نہیں آیا۔ انتظامیہ نے محکمہ صحت کی ہدایات کے مطابق تمام حفاظتی سامان مہیا کیا ہوا تھا اور ضروری فاصلہ رکھنے کی ہدایت پر بھی عمل ہو رہا تھا۔ اور دل میں ایک تسلی بھی تھی کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کرنے کے لئے گھر سے نکلے ہیں، وہی مالک ہے اور وہ ہماری حفاظت بھی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھر پہنچ کر جب سارے دن کے متعلق سوچا تو ذہن میں لجنہ اماء اللہ کا عہد یاد آیا جو ہم ہر جماعتی پروگرام میں دہراتے ہیں کہ ”میں اپنی جان، اپنا مال، اپنا وقت اور اپنی اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی۔“

گو کہ ایک مہینہ سے اپنی ہر ضرورت اور بیرونی مصروفیات پسِ پشت ڈالتے ہوئے ہم نے اپنی فیملی کے ساتھ وقت گزارا۔ لیکن جونہی جماعت کی طرف سے آواز پڑی تو سب نے یک زبان ہو کر لبیک کہا، یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس سے کہیں ہماری صحت خراب نہ ہو جائے یا کہیں گھر والے بیمار نہ پڑ جائیں۔ الغرض جماعت سے اور خلیفۂ وقت سے کیا ہوا عہد ہر دوسری فکر اور ذاتی سوچ پر غالب آ گیا۔ الحمدللہ! اور یہ جذبہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور خلافتِ احمدیہ اور خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت کا ہی ثمر ہے جو ہر احمدی کو جہاں تمام دنیا پر ایک امتیاز بخشتا ہے وہیں ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے۔

پس آج اگر وفا اور عہد نبھانے کی مثال دنیا میں کہیں دیکھنی ہو تو وہ یقیناً اِس الٰہی جماعت کے ایک ایک بچے اور بچی میں نظر آئے گی جو اس بے مثال وفا کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ اور یہ سب خلافت ہی کی برکتیں ہیں۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو عموماً اور ہر احمدی کو خصوصاً اس کورونا وائرس سے محفوظ رکھے اور ہمیں بڑھ چڑھ کر دعاؤں پر توجہ دینے اور اپنے عہدوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم ہمیشہ خلافت کی برکات سے حصہ پاتے رہیں۔ آمین!

کڑی اس دھوپ میں سدرہ یہ ٹھنڈی ہوائیں ہیں
خلافت کی ہی برکت ہے جو ساری عطائیں ہیں

تعارف کتاب

# حیاتِ طیبہ

## مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم، سابق سوداگرمل

تبصرہ ازمکرم شیخ عبدالودود صاحب، نیشنل سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ کینیڈا

حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم

شیخ عبدالودود

نام کتاب: حیات طیبہ

مصنف : شیخ عبدالقادر سوداگرمَل

ناشر: نظارت اشاعت قادیان

سن اشاعت: 2008ء

ضخامت : 271 صفحات

ملنے کا پتہ: احمدیہ بک ڈپو ایوانِ طاہر، بیت الاسلام مشن ہاؤس ٹورانٹو، کینیڈا

1938ء میں قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند نوجوانوں کو بعض کتابیں لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ شیخ عبدالقادر صاحب کے حصہ میں سیرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیف آئی۔ آپ نے دونوں کتابوں کے مسودے تیار کئے۔ سیرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قادیان سے شائع کی گئی اور نصرت گرلز ہائی سکول کے کورس میں سالہا سال تک بطور نصاب داخل رہی۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؓ نے ملاحظہ فرمانے کے بعد نہایت قیمتی مشوروں سے نوازا۔ کسی وجہ سے یہ قیمتی مسودہ ہجرت کے موقع پر قادیان میں ہی ضائع ہوگیا۔ اس کے بعد کئی مرتبہ شیخ عبدالقادر صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اقدس کی سیرت لکھنے کی دوبارہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو رات کو سوتے وقت کثرت سے آوازیں آنے لگیں کہ امتحان کی تیاری کرلو۔ امتحان کی تیاری کرلو۔ اس سے آپ نے یہی مطلب اخذ کیا کہ آپ کو سمجھایا جارہا تھا کہ سفرِ آخرت کے لئے کوئی زادِراہ جمع کرلیں۔ سو آپ نے ارادہ کرلیا اور سیرت لکھنے کا کام شروع کردیا۔

جب اس کتاب یعنی حیاتِ طیبہ کا مسودہ قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے تحریر فرمایا:

”یہ کتاب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لٹریچر میں ایک بہت عمدہ اضافہ ہے۔ غالباً ایک جلد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس قدر جامع اور مرتب سوانح عمری اس وقت تک نہیں لکھی گئی۔ واقعات کی حتی المقدور تحقیق وتدقیق اور ترتیب اور موقعہ بموقعہ مناسب تبصرہ جات نے اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کردیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہ صرف جماعت کے دوست اسے خود مطالعہ کریں۔ بلکہ غیر از جماعت اصحاب میں بھی اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت کی جائے۔“

اس کتاب ’حیاتِ طیبہ‘ کے چند ابواب کچھ اِس طرح ہیں۔

### پیدائش سے لے کر ارادۂ تصنیف براہینِ احمدیہ تک

اس باب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش، تعلیم، ملازمت، پہلی شادی، پہلا الہام، والد ماجد کی وفات، دنیوی مشاغل سے فراغت کی خواہش اور کثرتِ مکالمات ومخاطبات کی ابتدا جیسے موضوعات شامل ہیں۔

### تصنیف براہینِ احمدیہ سے لے کر بیعتِ اولیٰ تک

دوسرے باب میں براہینِ احمدیہ کی اشاعت، مجددیت و ماموریت کے متعلق پہلا الہام، آپؑ کی دوسری شادی، سرخی کے چھینٹوں والا نشان، اعلانِ مجددیت، سفر ہوشیار پور اور پیش گوئی مصلح موعود جیسے عناوین شامل ہیں۔

### اعلانِ بیعت تا توسیع مسجد مبارک

تیسرے باب میں بیعتِ اولیٰ ، دعویٰ مسیح موعودؑ ، علماء کی مخالفت، پہلا جلسہ سالانہ، خسوف وکسوف کا آسمانی نشان، پنڈت لیکھرام کی موت کے متعلق پیشگوئی، دعوتِ مباہلہ، مختلف تصنیفات کا ذکر موجود ہے۔

### ازمقدمہ اقدامِ قتل تا ظہورِ طاعون

چوتھے باب میں مقدمہ اقدامِ قتل، اخبار الحکم کا اجرا، پیشگوئی و ظہورِ طاعون، خطبہ الہامیہ، منارۃ المسیح کا سنگِ بنیاد، جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا جانا، ریویو آف ریلیجنز کے اجرا کی تجویز جیسے موضوعات شامل ہیں۔

### تصنیف ایک غلطی کا ازالہ۔ سفرِ دہلی

پانچویں باب کے موضوعات میں جماعت کے چندوں کی تنظیم، اخبار البدر کا اجرا، بیت الدعا کی تعمیر، صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ، لیکچر لاہور سیالکوٹ اور لدھیانہ تجویز، قیام مدرسہ احمدیہ قادیان وغیرہ شامل ہیں۔

### ازالہامات قربِ وصال تا وصال حضرت اقدس علیہ السلام

چھٹے باب کے چند عنوانین الہامات، قرب ووصال، بہشتی مقبرہ کا قیام، صدر انجمن کی جانشینی کا مطلب ، ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کا انجام، رؤسائے لاہور کو دعوتِ طعام اور تبلیغِ ہدایت، وصالِ اکبر اور تجہیز وتکفین حضرت اقدس کی وفات پر اخبارات کا ریویو وغیرہ ہیں۔

### شمائل حضرت اقدس علیہ السلام

آخری باب میں حضرت اقدس کا حلیہ مبارک، جسم اور قد، وسمہ اور مہندی لباس خوراک اوقات کھانے کا طریق کھانے میں مجاہدہ ادویات جیسے مضامین شامل ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”میرے نزدیک یہ کتاب اس لحاظ سے قارئین کے لئے اور بھی زیادہ فائدہ کا موجب ہوگی۔ کہ اگرچہ اس کا موضوع کامل تر سوانح نگاری تھا تاہم مناسب موقعوں پر اس میں ایسے ایمان افروز واقعات بھی آگئے ہیں جو کتاب کی ضخامت پر کوئی خاص اثر ڈالے بغیر حضرت بانی سلسلہ کی سیرت پر بھی خاصی روشنی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح حسب موقع حضورؑ کے مختلف الہامات پیشگوئیوں تصنیفات سفروں اور مناظروں کا اس رنگ میں ذکر ہے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ علمِ کلام کا ایک بیش قیمت خلاصہ اور نچوڑ سامنے آجاتا ہے۔“

حیاتِ طیبہ اس وقت جامعہ احمدیہ کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے حالات کا گہرا مطالعہ کرنے اور آپؑ کی حیاتِ طیبہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# مسجد بیت الاسلام میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بابرکت انعقاد

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

23 مارچ 2020ء دنیا ایک جان لیوا اور مہلک مرض سے نبرد آزما تھی۔ کورونا کی وبا سارے براعظموں میں اپنے ہولناک اثرات پھیلا چکی تھی اور حفاظتی تدابیر کے طور پر تمام ممالک میں حکومتوں نے اجتماعات اور تقریبات پر قانونی پابندیاں عائد کر رکھی تھیں یہاں تک کہ تمام عبادت گاہوں اور مساجد میں اجتماعی عبادات سے احتراز کا نوٹس جاری کر رکھا تھا۔ جماعت احمدیہ نے بھی اسلامی تعلیمات اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے اجتماعی پروگرام منسوخ کر رکھے تھے۔

لیکن آج سے 131 سال قبل 23 مارچ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک ایسا معرکہ آرا واقعہ رونما ہوا تھا جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لے کر آیا اور احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے لئے یہ دن تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور اسلام کی صداقت کو ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتا ہے لہٰذا جماعت احمدیہ ہر سال اِس دن کو تحدیثِ نعمت اور شکرانے کے طور پر مناتی ہے۔

وان کے شہر میپل میں واقع مسجد بیت الاسلام میں مقامی قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پیس ویلج اور وان کی جماعتوں نے اِس دن کی مناسبت سے 22 مارچ 2020ء کو ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد ایک بھرپور تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب میں حاضرین کی تعداد پر پابندی کی وجہ سے صرف انتظامیہ کے چند اراکین کو شامل ہونے کی ہدایت کی گئی اور کینیڈا کے طول و عرض میں دوستوں نے اپنے افرادِ خاندان کے ہمراہ آن لائن سٹریم کے ذریعہ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کارروائی دیکھی اور سنی۔

اِس Virtual جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کی صدارت مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ اڑھائی بجے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم مکرم قتین ریاض صاحب نے سورۃ الصف کی آیات نمبر 7 تا 10 کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز کیا۔ ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ وان نارتھ ایسٹ کے مکرم حبیب احمد صاحب اور اردو ترجمہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم مکرم سید لبیب جنود صاحب نے پیش کیا۔ مربی سلسلہ مکرم باسل رضا بٹ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم شیریں کلام سے چند اشعار سنائے:

ہے شکر ربِّ عزّ و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

ان اشعار کا انگریزی ترجمہ پیس ویلج سنٹرل ایسٹ جماعت کے مکرم عظیم احمد چیمہ صاحب نے پیش کیا۔ پیس ویلج سنٹرل ویسٹ کے مکرم عامر محمود رانا صاحب نے دس شرائط بیعت اردو میں اور وڈبرج ساؤتھ کے مکرم نور احمد چوہدری صاحب نے انگریزی میں سنائیں۔

## صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس تاریخی Virtual جلسہ کی پہلی تقریر وان جماعت کے مربی سلسلہ مکرم امتیاز احمد سراء صاحب نے انگریزی میں کی۔ آپ نے 137 سال پہلے قادیان کی گمنام اور دُور دراز بستی کے محدود سے ماحول میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادات، قرآن کریم، اس کی تفاسیر اور احادیث کے مطالعہ میں محویت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ دَور تھا کہ اس مختصر سی آبادی میں کوئی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں جانتا تھا۔ یہی وہ وقت تھا جب 1883ء میں آپ نے خدا تعالیٰ سے اِذن پا کر ماموریت کا دعویٰ کیا۔ مخالفتوں اور مصائب کے باوجود عشاق کے گروہ آپؑ کے ساتھ جمع ہوتے گئے۔ آپؑ نے ایک جماعت قائم کی اور جلد ہی آپؑ کی سچائی دنیا میں پھیلنے لگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مخالفتوں کے طوفان اُٹھتے چلے گئے۔ اِس مخالفت میں ہندو، مسلم، عیسائی کوئی بھی پیچھے نہ رہا، خاص طور پر عالم اسلام میں کھلبلی مچ گئی۔ آپؑ پر کفر کے فتوے لگنے لگے، آپؑ اور آپؑ کی جماعت کو مٹانے کے منصوبے تیار کئے جانے لگے۔ لیکن اِس الٰہی نوشتہ کو مٹانے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے الہاموں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کی سچائی کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے اپنے فرشتوں کے ذریعہ آپؑ کی مدد فرمائی اور آپؑ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

"اے نادانو اور اندھو! مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ... میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا؟ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔"

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 23)

فتح اور کامرانیوں کی یہ وعید صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہی محدود نہیں۔ خلافتِ احمدیت کی تاریخ کا ایک صدی سے زائد عرصہ اِس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی جماعت کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔

عبث ہیں باغِ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولا کی تقدیریں

آپؑ نے مخالفین کو بار بار للکارا اور فرمایا:

"افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ اِن پیش گوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے یہ کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اِس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 241-242)

آخر میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے پیارے امام نے دو سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ''کشتی نوح'' کے بار بار مطالعہ اور اس پر عمل کی طرف توجہ دلوائی، یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منانے اور اس جماعت میں شامل ہونے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

### ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

3 بج کر 23 منٹ پر مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلیج نے ''ذکرِ حبیبؑ'' کے موضوع پر اردو اور انگریزی میں خطاب کیا۔

آؤ حسنِ یار کی باتیں کریں
زلف کی رخسار کی باتیں کریں
ان کے کوچے میں جو گزری ہے کہیں
سایۂ دیوار کی باتیں کریں

آپ نے فرمایا کہ میں جس شخص کے حسن کی اور شخصیت کی باتیں کرنا چاہتا ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذاتِ بابرکات ہے۔ آپؑ کی زندگی کا مقصد تھا کہ کسی طرح لوگ اس پیغام کو قبول کرلیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ بھیجا تھا۔ آپؑ کو اِس قدر محویت تھی اسلام کی خدمت کی کہ آپؑ کا دل چاہتا تھا کہ برصغیر تو ایک طرف ساری دنیا اسلام کے پردے کے نیچے آجائے۔ یہ تڑپ تھی آپؑ کی، ہم جو مغرب میں ہیں، یورپ میں ہیں ہمیں اس کیفیت میں اپنے آپ کو ڈھالنا چاہئے، ہم کتنا پیغام پہنچاتے ہیں؟ ہمارے دل میں کتنا شوق ہے اور درد ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے صحابہ سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ حضورؑ کے دل میں خدا نے محبت کے سوا کچھ نہ بھرا تھا اور وہ اپنے صحابہ سے ماں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔ مکرم مرزا صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ اخلاق کے بہت سے روح پرور اور ایمان افروز واقعات دہرائے۔ آپ نے بتایا کہ حضورؑ میں ضبطِ نفس کا مادہ اِس قدر تھا کہ بارہا ایسا ہوا کہ دشمن زیادتی کرنے کے بعد خود معافی مانگنے کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں آتے، حضورؑ نے اپنے عمل سے یہ بتادیا کہ خدا کے علاوہ ان کا کسی انسان پر تکیہ نہیں ہے اور اکثر اوقات اپنی عاجزی کا اظہار کیا اور دعا کی اہمیت پر زور دیا۔

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

تقریر کے اختتام پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کا ایک پُر شوکت اقتباس پیش کیا۔

### اختتامی خطاب اور اجتماعی دعا

تقریب کے اختتام پر مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے مختصر صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ہم نے دس شرائط بیعت اور دو ایمان افروز تقاریر سنی ہیں۔ اِس تقریب کا مقصد خود کو اِس بات کی یاددہانی کروانا ہے کہ ہم جس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے ہیں اُن کے اخلاقِ حسنہ، اُن کا ذاتی کردار، اُن کا اسلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا کیا پیمانہ تھا اور خدا تعالیٰ سے محبت اور توکل کا کیا معیار تھا۔ موجودہ حالات میں جب انسانیت بہت سی آزمائشوں میں سے گزر رہی ہے۔ ہماری تمام تر توجہ اسلام احمدیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ادنیٰ غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآن کریم کی روشنی میں تعلیمات پر ہونی ضروری ہے اور یہی آج کے جلسہ کا مقصد ہے۔ دعاؤں کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صرف دعائیں ہی تمام آفات کو ٹال سکتی ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کورونا وائرس کے متعلق 20 مارچ 2020ء کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا انتہائی اہم اقتباس اردو اور انگریزی میں پڑھ کر سنایا۔

4 بج کر 20 منٹ پر اجتماعی دعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اختتام کو پہنچی۔

جلسہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری کے متعلق کوئی قطعی تعداد بتانا مشکل امر ہے۔ آن لائن سٹریم پر رابطے 2,600 سے زائد رابطے ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ محتاط اندازے کے مطابق اس اجلاس کی کارروائی کو 7,000 کے لگ بھگ نفوس نے دیکھا اور سنا۔

## بقیہ از COVID-19 کی عالمی وبا

تحقیق کے مطابق تانبے اور کارڈ بورڈ کے مقابلے میں SARS-CoV-2 پلاسٹک اور سٹین لیس سٹیل پر زیادہ عرصے تک زندہ رہتا ہے۔ اور 72 گھنٹوں کے بعد زندہ وائرس کے کوئی آثار نہیں تھے۔ ہاتھ دھونے کے وقت احتیاط لازم ہے کہ صابن اچھی طرح سے نہ صرف ہاتھوں کے دونوں طرف مَلا جائے بلکہ انگلیوں کے درمیان اور ناخنوں کے نیچے بھی اچھی طرح سے ملا جائے اور ہاتھ دھونے میں کم از کم 20 سیکنڈ لگنے چاہئیں۔

Public Places پر جانے کے لئے ماسک پہننے چاہئیں۔

Grocery کرتے وقت دستانے Gloves پہننے چاہئیں۔

Gloves اور Face Mask اتارتے ہوئے خاص احتیاط کرنی چاہئے تاکہ اس عمل کے دوران ہاتھ آلودہ نہ ہوں۔ ذہن میں رکھیں کہ Gloves اور Face Mask کے باہر کی سطح آلودہ ہو سکتی ہے اس لئے باہر کی سطح کو ہاتھ لگائے بغیر Gloves اتارنے چاہئیں۔ اس کا طریق یہ ہے کہ ایک انگلی ہتھیلی اور Glove کے درمیان ڈال کر Glove کو اس طرح سے اتاریں کہ Glove کی اندر کی سطح باہر کو آجائے پھر اس اترے ہوئے Glove کو اندر کی سطح کی طرف سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ کا Glove اتاریں۔

اسی طرح ماسک پہنتے وقت خیال رکھیں کہ ماسک کی سطح اور آپ کے چہرے کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہ جائے۔ ماسک ہر طرف سے چہرے کی جلد کے ساتھ چپکا رہنا چاہئے۔ ماسک اتارتے وقت ماسک کو اس کی ڈوری سے پکڑ کر آہستہ سے جھٹکا دیئے بغیر اس طرح اتاریں کہ آپ کا ہاتھ ماسک کے باہر کی سطح کو نہ لگے۔ ماسک اور Gloves اتارنے کے بعد چہرے کو ہاتھ اس وقت تک نہ لگائیں جب تک ہاتھوں کو صابن سے اچھی طرح دھو نہ لیا جائے۔

اس وبا کے خاتمے کا دارومدار مؤثر دوا یا مؤثر ویکسین کی دستیابی پر موقوف ہے۔ لیکن کسی نئی بیماری کے لئے مؤثر دوا یا مؤثر ویکسین بننے میں کئی سال لگ جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وبا پر مکمل طور پر قابو کم از کم 2021ء تک نہیں پایا جاسکتا۔ اس وجہ سے کرونا وائرس سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا اور بھی ضروری ہوگیا ہے۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔
مبشر احمد خالد
فون نمبر: 647-988 3494
ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

alsa Masih Mau'u
جلسہ یوم مسیح موعودؑ

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH
BAITUL ISLAM MOSQUE
TORONTO, CANADA

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

لا إله إلا الله محمد رسول الله

لا إله إلا الله محمد رسول الله
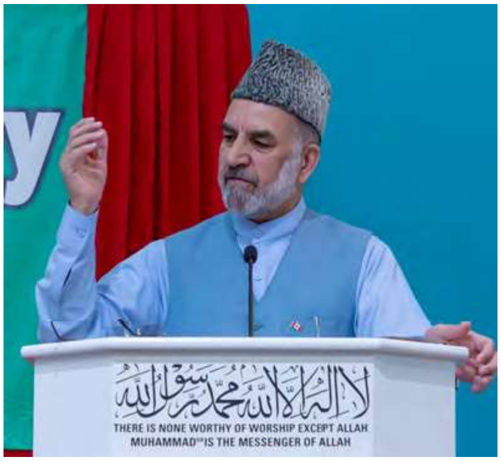
لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH
BAITUL ISLAM MOSQUE
TORONTO, CANADA

لا إله إلا الله محمد رسول الله
THERE IS NONE WORTHY OF WORSHIP EXCEPT ALLAH
MUHAMMAD IS THE MESSENGER OF ALLAH
BAITUL ISLAM MOSQUE

# اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

## دعائے مغفرت

### ☆ مکرم ناصر احمد مرزا صاحب

5/ اپریل 2020ء کو مکرم ناصر احمد مرزا صاحب، مسس ساگا ویسٹ جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

7/ اپریل کو سوا بارہ بجے مرحوم کی بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشریٰ مرزا صاحبہ، ایک بیٹا مکرم منصور احمد مرزا صاحب اور تین بیٹیاں محترمہ آصفہ بیگ صاحبہ اہلیہ مکرم فرخ بیگ صاحب، محترمہ آنسہ خاں صاحبہ اور محترمہ شازیہ خاں صاحبہ اہلیہ مکرم منصور احمد ایاز خاں صاحب مسس ساگا ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

### ☆ محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ

20/ اپریل 2020ء کو محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شریف احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 79 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

21/ اپریل کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 22/ اپریل کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم شاہ رخ عابد صاحب مربی بریمپٹن ویسٹ نے دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، دعا گو، مخلص اور فدائی احمدی تھیں۔ خلافت کے ساتھ صدق و وفا کا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں شوہر مکرم شریف احمد چوہدری صاحب کا ایک بیٹا مکرم شاہد محمود صاحب اسلام آباد، چار بیٹیاں محترمہ زاہدہ تنویر صاحبہ اہلیہ مکرم سعید احمد بھٹی صاحب امریکہ، محترمہ فرخندہ جبین صاحبہ اہلیہ مکرم وسیم احمد خاں صاحب، محترمہ شاہدہ ربانی صاحبہ اہلیہ مکرم طلعت ربانی صاحب اور محترمہ رخشندہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد صاحب، بریمپٹن ویسٹ جماعت یادگار چھوڑے ہیں۔

### ☆ مکرم عبدالغنی صاحب

22/ اپریل 2020ء کو مکرم عبدالغنی صاحب وان جماعت نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اچانک اناًفناً میں 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

23/ اپریل کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں سوا چار بجے مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے اپنے والد محترم عبدالغنی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 24/ اپریل کو نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور محترم مولانا داؤد حنیف صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کو قرآن کریم سے بڑی محبت تھی۔ آپ نے سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔

آپ ابتداء سے ہی شوقِ عبادت میں سرشار تھے۔ مسجد کے ساتھ انہیں قابلِ رشک حد تک لگاؤ تھا۔ پیرانہ سالی کے باوجود مسجد بیت الاسلام باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے آتے رہے۔ ہمیشہ نماز کے وقت کا انہیں انتظار رہتا۔ موسم کی شدت بھی ان کے راستے میں رکاوٹ نہ بن پاتی۔ مسجد میں درسوں اور جماعتی تقریبات میں باقاعدہ شرکت کرتے۔

آپ ربوہ کے ابتدائی دکانداروں میں سے تھے۔ آپ کو مسجد بشیر ربوہ میں نائب امام ہونے کی توفیق ملی۔ ان کی مسکراہٹ ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا دیتی تھی۔ آپ نے زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ نظام جماعت، خلافت اور خلیفہ وقت سے بے حد محبت تھی۔ اور صدق و وفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحوم اپنے صاحبزادے مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب کے ہاں ٹورانٹو میں گزشتہ پانچ سال سے مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم مولانا صاحب اور ان کی فیملی کو مرحوم کی غیر معمولی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست! فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آپ نے پسماندگان میں چار بیٹے مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا، مکرم عبدالسلام صاحب آسٹریلیا، مکرم عبدالمنان صاحب پاکستان اور مکرم عبدالغفور صاحب انگلینڈ یادگار چھوڑے ہیں۔

### ☆ مکرم مبشر لطیف احمد صاحب

5 مئی 2020ء کو مکرم مبشر لطیف احمد صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس جماعت کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

06 مئی کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اگلے روز 7 مئی کو بریمپٹن میموریل گارڈن ل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مکرم مبشر لطیف احمد صاحب ولد شیخ امیر احمد صاحب 1934ء میں بھارت کے شہر فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے پڑدادا، شیخ مہر علی صاحبؓ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دیرینہ تعلقات تھے جن کے گھر ہوشیار پور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس دن چلہ کاٹا چنانچہ آپؑ کی ریاضت وعبادت اور دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو مصلح موعود کی مبارک پیشگوئی عطا ہوئی۔

مکرم مبشر لطیف صاحب کے نانا شیخ عمر دین صاحب اپنے

خاندان میں احمدیت قبول کرنے والے پہلے شخص تھے۔ ان کے والد، شیخ امیر احمد صاحب بھیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ اپنی کمسنی میں ہی یتیم ہوگئے تھے جس کے بعد اُن کی پرورش حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ بعض اوقات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ امیر صاحب کو گود میں بٹھا کر لوگوں سے بیعت لے رہے ہوتے تھے۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مکرم مبشر لطیف احمد صاحب لاہور، پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک مخلص احمدی وکیل تھے۔ انہوں نے پاکستان میں ایل ایل۔ بی کرنے کے بعد لندن، برطانیہ سے ایل ایل۔ ایم بارایٹ لا مکمل کیا۔ انہوں نے نصف صدی تک پنجاب، پاکستان میں وکالت کی۔ آپ جامعہ پنجاب میں اعزازی پروفیسر تھے جہاں انہوں نے 46 سال تک قانون کی تعلیم دی۔ آپ ایک ہونہار، قابل استاد تھے اور منجھے ہوئے وکیل تھے۔ احمدی اور غیر احمدی طلبا میں بہت احترام کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں بعض پنجاب ہائیکورٹ کے جج اور عدالتِ عظمیٰ پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے تک پہنچے۔

آپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پسندیدہ طالب علموں میں سے تھے۔ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ خلافت سے پہلے کام کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے وکلاء کی ٹیم کے اہم رکن تھے۔ اور کئی دہائیوں تک جماعت کے مقدمات اور خاص طور پر اسیرانِ راہِ مولا کے مقدمات کی نہایت کامیابی کے ساتھ پیروی کی۔

آپ فیصل ٹاؤن لاہور حلقہ کے سترہ سال تک صدر رہے۔ مئی 2010ء میں ماڈل ٹاؤن لاہور کی مسجد پر جب دہشت گردوں نے حملہ کیا تو آپ وہاں موجود تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے اور آپ کے چھوٹے بھائی مکرم نعیم ساجد تنویر صاحب دہشت گردوں کے حملہ میں شہید ہوگئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے 2010ء میں ہی کینیڈا ہجرت کی اور یہاں پر احمدیہ ابوڈ آف پیس کی جماعت کے ایک مخلص رکن تھے۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گذار، ہمدرد، خیر خواہ، خلیق، ملنسار، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، قرآن کریم سے بہت محبت کرنے والے تھے۔ دعا گو بزرگ تھے۔ آپ نے زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ نظام جماعت، خلافت اور خلیفۂ وقت سے خاص عقیدت ومحبت تھی اور صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔

مکرم پروفیسر بیرسٹر مبشر لطیف احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کو ان بچیوں سے بہت پیار تھا اور وہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ نعمتوں سے تعبیر کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بیٹیوں کو جو ٹرانٹو میں مقیم ہیں اپنے والد کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فجزاھن اللہ احسن الجزاء

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ناصرہ صدیقہ مبشر صاحبہ اور چھ بیٹیاں محترمہ سائمہ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم رفیع الدین ملک صاحب کولمبس اوہائیو، محترمہ سعدیہ عرفان صاحبہ اہلیہ مکرم سید عرفان احمد صاحب قطر، محترمہ سائرہ حامد صاحبہ اہلیہ مکرم حامد محمود قریشی صاحب میپل، محترمہ عائشہ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم محمد افضل ملک صاحب ٹرانٹو ویسٹ، محترمہ عنبرین ملک صاحبہ اہلیہ مکرم داؤد ملک صاحب میپل اور محترمہ بشریٰ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکبر ملک صاحب ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

## ☆ مکرم داؤد احمد صاحب

18 مئی 2020ء کو مکرم داؤد احمد صاحب، پیس ولیج ویسٹ جماعت 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

20 مئی کو سوا ایک بجے مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

21 مئی کو نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ آپ مکرم احمد علی صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے جو کینیڈا کے ابتدائی احمدیوں میں تھے۔ کینیڈا میں نئے آنے والے احمدیوں کو ایئر پورٹ لینے جاتے اور ان کی ہر ممکن مدد کرتے۔ کینیڈا میں اثر رسوخ رکھنے والی معزز شخصیات سے جماعت کا رابطہ قائم کرنے میں بہت مددگار تھے۔ ان کے بھائی مکرم رؤف احمد صاحب کا انصر گرافکس پرنٹنگ تھا۔ یہ اُن کی مدد کرتے تھے۔ شروع شروع میں احمدیہ گزٹ اور لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا رسالہ النساء پرنٹ کرنے اور ترسیل وغیرہ میں بڑی مدد کی۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ عالیہ احمد صاحبہ، چار بیٹیاں محترمہ ساجدہ لون صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد لون صاحب یوکے، محترمہ عائشہ حسین صاحبہ اہلیہ مکرم انور حسین صاحب رچمنڈ ہل محترمہ سعدیہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم تقی احمد صاحب، محترمہ مریم احمد صاحبہ پیس ولیج ویسٹ، دو بھائی مکرم محمود احمد صاحب ملٹن، مکرم رؤف احمد صاحب مسی ساگا اور چار بہنیں محترمہ مبارکہ اعوان صاحبہ اہلیہ مکرم حاجی عبدالسلام اعوان صاحب بریمپٹن، محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب جرمنی، محترمہ سعیدہ اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم سعید اللہ صاحب، محترمہ خالدہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب مسی ساگا ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

## ☆ محترمہ آمنہ بی صاحبہ

19 مئی 2020ء کو محترمہ آمنہ بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمود محی الدین صاحب مرحوم، مسی ساگا جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

20 مئی کو سوا تین بجے مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

21 مئی کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گذار، ملنسار اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم منصور احمد محمود صاحب متحدہ عرب امارات، مکرم منظور احمد محمود صاحب مسی ساگا اور دو بیٹیاں محترمہ محمودہ حارث احمد صاحبہ اہلیہ مکرم حارث عبداللہ صاحب متحدہ عرب امارات، منصورہ بدر صاحبہ اہلیہ مکرم بدر احمد صاحب لاہور یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔